سوامی
دیانند
سرسوتی

مہان سماج سُدھارک

سوامی دیانند سرسوتی

یہ بڑے بڑوں کی جیونیاں ہیں، جنھیں چھوٹوں اور کشوروں کے لیے سجایا سنوارا گیا ہے، تا کہ انھیں پڑھ کر ان میں ان کے جیسا بننے، اونچا اٹھنے اور دنیا میں بڑا نام کمانے کی پریرنا جگا سکے۔

مہان لوگوں کی یہ جیونیاں بہت آسان زبان میں اور کہانیوں کی طرح روچک ڈھنگ سے لکھی گئی ہیں۔ اسلئے انھیں یاد کرنے میں بھی بڑی آسانی ہوگی۔

ہندوستانی سماج میں کئی ایسے سماج سُدھارک ہوئے، جنھوں نے سماج کے ڈھانچے کو پوری طرح بدل کر رکھ دیا۔ سوامی دیانند نے ہندوستانی سماج کو پچھڑے پن سے دور کرنے کے لیے پرانی ریتی رواجوں کو بند کرنے کا آواہ تو کیا ہی، ساتھ ہی گیان کے لیے سنسکرت زبان کا بھی استعمال کیا، جو کہ یہ دکھاتا ہے کہ وہ نئے اور پرانے میں سامنجسیہ بنا کر رکھتے تھے۔ انہیں سماج سُدھارک کی جیونی دی گئی ہے یہاں، تا کہ ان کے جیون سے پریرنا لی جا سکے۔

سوامی دیانند سرسوتی

فرحانہ تاج

دھاما ساھتیہ سدن

دھاما ساہتیہ سدن

گیان وردھک اور منورنجن گیان ساہتیہ

ایڈیٹر : فاروق ارگلی

سوامی دیانند سرسوتی	:	مہان سماج سُدھارک (جیونی)
پبلشر	:	جملہ حقوق محفوظ
تصویر	:	شاہیم، غازیہ آباد اور نِدھی دھاما
پہلا سنسکرن	:	2018
پبلشر	:	دھاما ساہتیہ سدن، شاہدرہ، دہلی -32
ٹائپ سیٹنگ	:	شبیر احمد 9210698622
مُدرک	:	گوئل پریس، شاہدرہ

SWAMI DAYANAND SARASWATI (Biography)
by *FARHANA TAJ*

فرحانہ تاج کا جنم پانچ ستمبر 1980 کو حیدرآباد کے ایک عزت دار گھرانے میں ہوا۔ آپ نے ایک درجن سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں، جن میں آپ کی ''سنگھرش پورن جیونی میرا دوسرا جنم'' سب سے زیادہ مقبول ہوئی۔ آپ سوامی دیانند سرسوتی کے اصولوں میں بھروسہ رکھتی ہیں۔

فہرست

جنم اور بودھ راتری

سوامی دیانند کے بچپن کا نام مول شنکر تھا۔ان کا جنم گجرات پرانت کے موربی کے ٹنکارا نامک گرام میں سموت 1881 پھالگن کی دشمی تتھی، دن شنیوارارتھات 12 فروری سنہ 1825 کوشری کرسن جی تریویدی کے گھر ماتا یشودابائی کی کوکھ سے ہوا۔شری کرسن جی تریویدی ایک پرتشٹھت اودیچیہ برہمن تھے ۔ راجیہ میں تحصیل دار کے پد پر پرتشٹھت ہونے کے کارن آس پاس کے چھیتر میں کافی پربھاؤ تھا۔ پتر جن پر پریوار میں خوشیاں منائی گئیں ۔غریبوں کودان دیا گیا۔

مول شنکر کا پالن، پوشن بڑے لاڈ پیار سے ہوا۔ پریوار میں پورن روپ سے دھارمک واتاورن تھا۔ تین ورش کی اوستھامیں بالک مول شنکر گایتری منتر کا شدھ اچارن کرنے لگے تھے۔ پانچویں ورش میں پرویش کرتے ہی ودھی وت شکشا پرارمبھ کی گئی ۔ دیوناگری لپی سکھانے کے لئے پنڈت کی نیکتی کی گئی ۔نتی پراتہ: پنڈت جی مول شنکرکو پڑھانے آیا کرتے تھے ۔مول شنکر نے پہلے کچھ سنسکرت پڑھی، پھر یجر وید کنٹھستھ کیا۔

پتا جی شیو کے اپاسک تھے اور شیو پران کی کتھا سنا کرتے تھے ۔ وہ مول جی کوبھی ساتھ لیجاتے اورشیو پوجن کی مہیما بتایا کرتے تھے ۔ اس سے مول جی کی شیومیں بڑی شردھا ہوگئی ۔شیوان کے اشٹ دیو تھے ۔شیو کے اپاسک شیوراتری کو

بودھ راتری کا نظارہ

پوتر راتری مانتے ہیں۔اس دن ورت رکھتے ہیں۔رات کو جاگتے اور دن کو نرآہار رہ کر شیو کا پوجن کرتے ہیں۔ جب مول شنکر کی آیو چودہ ورش کی ہوئی، تو اس نے سوچا کہ اب ورت رکھنا چاہیے۔ پتا نے پیار سے روکا کہ بالک چھوٹا ہے، ورت کا کشٹ نہ اٹھا سکے گا پرنتو مول شنکر نے سونیہ ورت رکھنا مان لیا اور پتا جی اسے شیو مندر میں ساتھ لے گئے۔

پہلا ورت تھا کچھ چاہ تھی، شردھا تھی۔مول جی نے ٹھانی، ساری رات جاگ کر شیو کو خوش کریں۔اور شیو جی درشن دے دیں تو کچھ مانگ بھی لیں۔آدھی رات ہوتے ہوتے سب پجاری اپاسک سو گئے۔مول کے پتا جی نے بھی وہیں لمبی تان لی۔اب مول اکیلا جاگنے لگا۔

شیولنگ پر مٹھائی رکھی تھی، پھل چڑھے تھے، بھینی بھینی سگندھ اٹھ رہی تھی، اتنے میں ایک چوہا نکلا۔شیولنگ کے ادھر ادھر پھرا، جیسے پجاری پری کرما کیا کرتا ہے۔ادھر مول جی کو آنکھ بھی نہ جھپکتی تھی۔ پھر پھرا کر چوہا چوکی پر چڑھا اور شیو جی سے اٹکھیلیاں کرنے لگا۔

مول شنکر یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔کیا یہی مہا شیو ہے، جو دیتیوں کو مارتا ہے؟ جو مہادیو بھینکر راکشکوں کو مار بھگاتا ہے، اس سے آج اک چوہا کیوں ہٹایا نہیں جاتا؟ کیا کیلاش پر رہنے والا یہی مہادیو ہے، جو چوہوں کا مل موتر سہ رہا ہے؟ یا اس چوکی کو ہی کیلاش پروت کہتے ہیں، جو اپنی رکشا کرنے میں بھی سمرتھ نہیں؟ میں اس کے لئے کیوں جاگوں؟ ورت سے کیا لابھ، پھر بھوکا کیوں مروں؟

مول شنکر کے من میں اس پرکار کی شنکاؤں کا دریا سا بہہ گیا۔اس نے پتا جی کو جگایا اور اس نے پرشن کیے۔

''پتا جی کیا یہی مہادیو ہیں؟''

''کیا ہوا'' آنکھ ملتا ہوا کرسن جی اٹھا، ''کیوں آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔''

''شیولنگ پر چوہے کلابازی۔۔۔''

''میٹھا جو چڑھا ہے، دیکھ کر چوہے نہیں آئیں گے،تو کیا۔۔۔''

''مہادیو تو سروشکتی سمپنن ہیں نہ۔''

''ہیں تو پھر؟''

''ان چوہوں کو کیوں نہیں بھگاتے۔''

''مورکھ بالک،مورتی تو پتھر کی ہے، پھر یہ چوہوں کو کیسے بھگائے گی؟''

''پتا جی ! پھر ایسے پتھر کو پوجنے سے کیا لابھ جو ایک چوہے کو بھی اپنے اوپر سے نہ ہٹا سکے۔'' پھر اس نے کہا،''میں گھر جا کر اپواس توڑتا ہوں۔''

پتا پتر کے ترکوں سے نِرُتر ہو کر اس کا مکھ تاکتا رہ گیا اور مول نے گھر جا کر اپواس توڑ دیا۔ بھر پیٹ کھا کر آرام سے سونے کے لیے لیٹ گیا،لیکن اس کے آنکھوں میں آج نیند کہاں تھی؟من میں تو طرح طرح کے پرشن اٹھ رہے تھے۔ بھگوان کون ہے؟ شیو نہیں تو کیا شری کرشن ہیں؟ پر اس کی بھی تو مورتیاں پتھروں کی ہیں! یدی پتھر میں بھگوان نہیں تو پھر اس کا سوروپ کیسا ہے؟ ایشور کا رہسیہ کیسا ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ کیا کرتا ہے؟ اسی طرح سوچتے سوچتے آخر کار اس کو نیند آ ہی گئی

اور وہ گہری نیند میں سو گیا۔

بچے کے ہردے میں اتپن ہوئی نیتک کرانتی کے سنبندھ میں کوئی سندیہہ نہیں کیا جا سکتا۔ شن بھر میں ہی اس کی شردھا مورتی پوجا پر سے ہٹ گئی ، اور وہ آجیون تک رہی۔ اس نے پورا نک کرم کانڈ کا پرتیاگ کر دیا۔

یہ گھٹنا پتا اور پتر میں بھینکر سنگھرش اتپن کرنے کے لیے پریاپت تھی۔ دونوں میں سنگھرش ہو کر رہا۔ دونوں ہی سوتنتر پرکرتی کے ویکتی تھے، جس کے کارن پارسپرک سمجھوتے کے دوار بند ہو گئے ۔ پتا پتر کو ناستک سمجھنے لگا، تو ماں کسی بری آتما یا بھوت پریت کا سایا اس کے اوپر آیا جان جھاڑ پھونک والوں کی شرن میں چلی گئی۔ کوئی بھی اوجھا، پنڈت یا ودوان بالک کے اندر پھر مورتی پوجا کے پرتی شردھا اتپنّ نہ کر سکا۔

ویراگیہ

کچھ سمے پشچات مول شنکر کے گھر میں دو موتیں ہوئیں۔ ان دو موتوں نے ان میں مرتیو سے بچنے کے لیے امرت کی تلاش کے پرتی جگیاسا اتپنّ کردی۔ اس کی چھوٹی بہن کا ویشویکا سے پرانانت ہوگیا۔ بہن کے مرتیو کے سمے وہ اس کے سنمکھ اپستھت تھا۔ کداچت اس نے مرتیو کے سمے بہن کے کشٹ کو دیکھا ہوگا۔ وہ اس کے تر پھڑانے کو دیکھ کر سویم دکھی ہوا ہوگا۔

بعد میں اپنے سورچت جیون چرتر میں سوامی دیانند جی نے لکھا ہے، ''اس بہن کے ویوگ کا شوک میرے جیون کا پرتھم شوک تھا۔ اس شوک کے ہردے میں بڑا آگھات لگا۔ جب پریوار کے لوگ میرے چاروں اور میں کھڑے کرندن ولاپ کررہے تھے، میں پتھر کی مورتی کے سمان اوچلت چنتا میں ڈوبا ہوا تھا۔ منشیہ کی شن بھنگورتا کی بات سوچ کر اپنے من میں کہہ رہا تھا کہ جب پرتھوی پر سب کو ہی اس پرکار مرنا ہے، تو میں بھی اک دن مروں گا۔ کوئی ایسا استھان بھی ہے یا نہیں، جہاں جاکر مرتیو سمے کی یںتر نا سے رکشا ہوسکے تتھا مکتی کا اپائے مل سکے۔''

بہن کی مرتیو کے سمے مول شنکر کے من میں یہ سنکلپ بنا کہ وہ مرتیو کے بچنے کا اپائے ڈھونڈے گا۔ اس کے کچھ دن بعد ہی اس کے چاچا کی بھی مرتیو ہوگئی۔ مول شنکر کا چاچا سے بہت اسنیہہ تھا۔ وہ اس کا گرواور وشواس پاتر تھا۔ چاچا بھتیجا

اپنے من کی باتیں پرسپر کیا کرتے تھے۔ چاچا کی مرتیو پر مول شنکر اتنا رویا کہ اس کی آنکھیں سوج کر لال ہوگئیں۔ جب کہ بہن کی مرتیو پر ایک آنسوں بھی نہیں نہ نکالا تھا، اس کارن اس دن اسے پتھر ہردے بھی کہا گیا تھا۔

گھر میں یہ دو موتیں مول شنکر کے من میں اس کو جیتنے کی ابھیلا شا اتپنن کرنے والی گھٹنائیں تھیں۔

چاچا کی تیرہویں کے دن مول شنکر نے پنڈت جی سے پوچھا، ''پنڈت جی کیا ہر کسی کو مرنا پڑتا ہے۔''

''ہاں بیٹا! جو اس سنسار میں پیدا ہوتا ہے، اسے ایک نہ ایک دن مرنا ہی پڑتا ہے۔''

''تو کیا مرتیو سے بچا نہیں جا سکتا۔''

''بچا تو جا سکتا ہے۔''

''کیسے؟''

''امر ہو کر۔''

''امر کیسے ہوا جاتا ہے؟''

''امر پھل یا امرت کھا کر۔''

''وہ کہاں ملے گا؟''

''وہ تو اب دھرتی پر نہیں ہے۔''

''تو کیا دوسرا اپائے یا وکلپ نہیں؟''

''ہے تو سہی۔''

''کیا؟''

''یوگ سادھنا۔''

''تو کیا آپ مجھے یوگ سادھنا کرنا سکھائیں گے؟''

''یوگ سادھنا ہم یا تم جیسے سادھارن ویکتیوں کے وش کی بات نہیں۔''

''تو پھر؟''

یہ تو بڑے بڑے یوگیوں سنت مہاتماؤں کے وش کی بات ہے۔''

''وہ کہاں ملیں گے؟''

مول شنکر
کو
ٹھگتے
ہوئے
سادھو

”بھینکر جنگلوں میں یا پھر ہمالیہ پروت کی برف سے ڈھکی اگیات گپھاؤں میں۔“

آگے اس نے کچھ پرشن نہیں کیا، لیکن پتا اپنے پتر و پروہت کا وارتالاپ سن رہا تھا۔ پتا کو پہلے سے ہی پتا تھا کہ پتر کا من گھر سے اچاٹ ہے۔ کچھ سمے بعد سوچا کہ وواہ کردو، اپنے آپ ہی پھنس جائے گا۔ جب مول شنکر کی وواہ کی چرچا ہوئی تو، چاروں اور سے اس کے لیے رشتے آنے لگے۔ ہر پرتشٹھت پریوار چاہتا تھا کہ اس کی بیٹی کا سمبندھ مول شنکر جیسے یوگی یووک و دھنوان پریوار سے ہو۔ انت: ایک یوگی لڑکی سے وواہ طے ہوگیا، پر جب وواہ کے دن نکٹ آئے تو مول نے اور کسی طرح چھٹکارا نہ دیکھ، بھاگ جانے کی ٹھانی، اور ایک دن سمے پا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ پرنتو گھر سے نکلتے ہی اس کے ساتھ دھوکا ہوا۔ کچھ سنیاسیوں نے اس کے پاس کا سارا دھن ٹھگ لیا۔

مول شنکر کے گھر سے بھاگ جانے سے سبھی لوگ بڑے پریشان ہوئے۔ جوں جوں سمے گزرتا گیا، مول شنکر کے نہ آنے سے گھر والوں کی چنتا توں توں بڑھتی گئی۔ جب رات بھر گھر نہیں آئے تو گھر میں کولاہل مچ گیا۔ کرسن جی نے بہت کھوج کرائی۔ سب اور سپاہی بھیجے گئے۔ انت میں ایک مہنت کے بتانے پر مول شنکر کا پتا لگ گیا اور وہ سدھ پور کے میلے میں پکڑے گئے۔

کرسن جی پتر کو، برہماچاریوں جیسے پیت ایوم لال وستروں میں دیکھ کرودھ سے بھر گیا اور اس کے وستروں کو پھاڑتے ہوئے اسے پھٹکاریں لگانے لگا۔ اس کو سامانیہ جن کے سمان وستر پہنا دیے گئے۔ بالک چپ چاپ یہ سب سہن کرتا رہا۔

والد سے آخری ملاقات
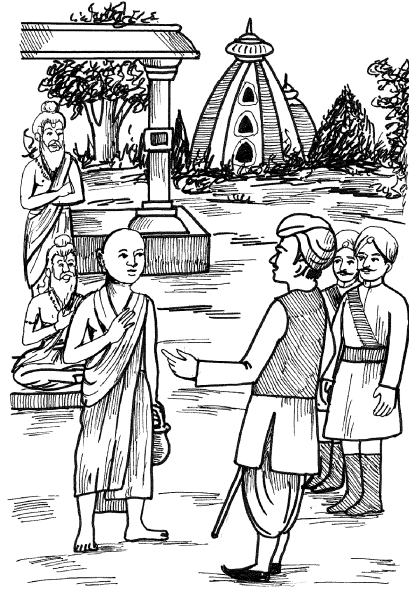
پتانے کرودھ میں اسے کہنا شروع کیا، ''کُل گھاتک ! ماتر ہنتا! تم بہت بگڑ گئے ہو، کیوں بھاگ آئے تھے گھر سے؟ کیا کسی چیز کی کمی تھی گھر میں؟''

مول شنکر نے نمرتا اور شما یاچنا کے بھاؤ میں کہہ دیا، ''پتا جی ! بھول ہوگئی ہے۔ کسی نے ورغلا دیا تھا۔ اب ایسی غلطی نہیں ہوگی۔''

''تو اب گھر لوٹ چلو گے نہ؟''

''جی ۔۔۔۔ میں تو سویم ہی آنے والا تھا۔''

کرسن جی نے مول شنکر کو ساتھ لیا اور اپنے خیمے میں سپاہیوں کے پہرے میں رکھ دیا۔ رات ہونے پر مول شنکر لیٹ کر سونے کا بہانہ کرتا رہا۔ سپاہی رات بہت دیر تک پہرہ دیتے رہے۔ پرانتہ :انہیں جھپکی آ گئی تو مول شنکر چپکے سے اٹھا اور سمیپ

رکھے لوٹے کو اٹھا کر شوچ کرنے کے بہانے وہاں سے چل پڑا۔ کچھ دیر تک تو وہ بیٹھ بیٹھ کر گیا اور جب خیمے سے اوجھل ہوا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ تین میل کے انتر پر ایک مندر تھا۔ مندر کے کنارے، ایک گھنے پیڑ کی ڈالیاں، مندر کی گنبد پر چھائی ہوئی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ یہ استھان چھپنے کے لیے اچھا ہے۔ وہ پیڑ پر چڑھ گیا اور گنبد کا آشرے لے پیڑ کے پتوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ یہ آشرے کسی تپ استھلی سے کم نہ تھا۔

دن بھر وہ اسی پیڑ پر چھپ کر بیٹھا رہا۔ ایک بار تو اس کا اپنا پتا اور سپاہی اس مندر کے سامنے ڈھونڈتے ہوئے دکھائی دیے۔ کسی کو یہ نہیں سوجھا کہ مول شنکر بندر کی بھانتی پیڑ کی ڈالی کے پتوں میں چھپا بیٹھا ہوگا! ایسی تو کلپنا بھی نہیں کر سکتے تھے۔

سنیاس
کو
قبول
کرنا

رات ہونے پر مول شنکر پیڑ سے اترا اور احمد آباد کی اور چل پڑا۔ احمد آباد سے وہ بڑودا پہنچا۔ بڑودا میں وہ چیتن مٹھ کے برہما چاریوں اور سنیاسیوں کی سنگتی میں رہ کر ویدانت کی شکشا گرہن کرنے لگا۔ اور وہ مول شنکر سے شدھ چیتنیہ برہمچاری بن گیا۔ کچھ کال بعد مرتیو وجے کی کھوج میں وہ وہاں سے چنود، کرنالی کی اور چل پڑا۔ اس کو سوچنا ملی تھی کہ وہاں بہت سادھو سنت آتے جاتے رہتے ہیں، ان میں وہ کسی یوگی کے کھوج میں ہی وہاں گیا تھا۔ وہ یوگ سے امر بننا چاہتا تھا۔

وہاں انہوں نے کئی برہم چاریوں، چدانند پر بھرتی سنیاسیوں اور کئی یوگ دکشت سادھو مہاتماؤں کے درشن کیے۔ اس سے پہلے یوگ دکشت سادھوؤں کو انہوں نے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔ کئی دن کے شاستر الاپ کے بعد ایک دن وہ پرماتما پرم ہنس کے پاس گیا اور انہیں شکشا دینے کی پرارتھنا کی۔ کچھ ماس میں ہی انہوں نے ویدانت سار اور ویدانت پری بھاشا کے گرنتھوں کو پڑھ لیا۔

کرنالی میں برہم چاری شدھ چیتنیہ سے سنیاس دھرم کی دکشالی۔ تب مول شنکر کا نام دیانند سرسوتی ہو گیا۔ سنیاس کی دکشا دینے والے ایک سنیاسی سوامی چداشرم سرسوتی تھے۔ یہ یوگ دکشت سادھو تھے اور سوامی دیانند نے ان سے بہت سے یوگ کریائیں سیکھیں، پران یوگ کریاؤں سے انہیں سنتشٹی نہیں ملی، اس لیے وہ سچے یوگی کے کھوج میں نکل پڑے۔ اور ایسے یوگی کے کھوج میں بھرمن کرتے رہے، جو ان کی مرتیو کو جیتنے کا اپائے بتا سکے۔ اس کھوج میں وہ آبو گری، ہریدوار، رشی کیش، ٹھری، شری نگر، کیدارناتھ، ردر پریاگ، اگستے آشرم، شیو پوری، گپت کاشی، گوری کنڈ، بھیم

بھالو

کو

بھگانا

گپھا، تری یونی ناراین، کیدارناتھ اتیادی استھانوں پر گئے۔ دوورش وہ اتراکھنڈ میں کسی سِدھ یوگی کے کھوج میں گھومتے رہے۔

ایک دن سورج نکلتے ہی دیانند بدری ناتھ مندر سے نکلے اور پروت کے نیچے نیچے چلنے لگے۔ انت میں الکھ نندا کے تٹ پر جا پہنچے۔ ندی کے پار بڑا مانا گار دکھائی دیا۔ اس پار جانے کی ان کی اچھا نہیں تھی۔ پہاڑ کے نیچے نیچے جاتا ہوا مارگ، انہوں نے پکڑلیا۔ وہ الکھ نندا کے ساتھ ساتھ چلتے گئے۔ راستے میں انہیں ایک بھینکر بھالو کا سامنا کرنا پڑا۔ انت: بھالو کو انہوں نے بھگا دیا۔ پروت اور مارگ موٹے برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔ انت میں الکھ نندا کے پرسدھ اپتی استھان پر وہ پہنچا۔ وہاں پر انہوں نے دیکھا کہ چاروں اور گگن بھیدی پروت مالا کھڑی ہے۔ وہ

استھان ان کے لیے سروتھا اپریکت تھا۔ ساتھ ہی چاروں اور سے پروتوں سے گھرا ہوا بھی۔ ...... کچھ دیر تو ادھر ادھر گھومتے رہے۔ پھر ندی کے دوسرے اور جا کر مارگ ڈھونڈنے کا وچار کر وہ ندی میں گھس گئے۔ اس سمے وہ سادھارن پتلا کپڑا پہنے ہوئے تھے۔ بھوک اور پیاس بھی لگ رہی تھی۔ اس سے چت کلانت تھا۔ جل برف کے سامان ڈھنڈا تھا، کہیں گہرا تھا برفیلے کنارے کے بیچ میں یہ دس ہاتھ چوڑی ندی ہوگی۔ ندی تل پر برف اور پتھر کے ٹکڑوں سے ان کے پاؤں شت وکشت ہو رہے تھے۔ رکت بہنے لگا اور ان کے پاؤں سن ہو گئے تھے۔ ایسا انوبھو ہونے لگا کہ ایک بار جل میں گرے تو پھر اٹھ نہیں سکیں گے اور برف میں جم کر پرانانت ہو جائے گا۔ ان میں چلنے کی شکتی نہیں تھی۔ جیون سے نراش سا ہو رہے تھے۔ تب انہیں وہاں دو منشیہ آتے دکھائی دیے، وہ ان کی اوستھا دیکھ اور ان کے بھرمن کا کارن جان کر اسے اپنے گھر تک چلنے کے لیے کہنے لگے۔ انہوں نے اسے وچن دیا کہ وہ سدھ پور تیرتھ تک پہنچا دیں گے۔ پرنتو اس میں چلنے کی ہمت نہیں تھی۔ ات: اس نے ان کے ساتھ چلنے کی اسمرتھتا پرکٹ کی۔ اس پر وہ دیانند کو وہیں چھوڑ کر چل دیے۔

ان کے جانے کے بعد دیانند میں مرنے سے بچنے کی اتکٹ ابھیلاشا اتپن ہوئی۔ وہ اٹھے اور پن: ندی پار کر جس مارگ سے آئے تھے، لوٹنے لگے۔ راتری کے آٹھ بجے دیانند پن: بدری نارائن کے مندر میں آ گئے۔ بدری نارائن مندر کے راول جی دیانند کے نہ لوٹنے سے اتی چنتت تھے۔ اس گھٹنا سے ان کے اترانچل میں یوگی جنوں کی کھوج سماپت ہوئی۔

درون ساگر میں رہتے ہوئے یوگیوں کی کھوج میں نراش سوامی دیانند اک بار برف پر جاکر شریر تیاگ دینے کی بات بھی سوچنے لگے تھے۔ پرنتو پھر وچار شیل پرانی کی بھانتی شیش جیون بھر گیان پراپت کرنے میں بتانے کا انہوں نے نشچے کرلیا۔

اب ان کالکش گیان سے ایشور پراپتی کا ہو گیا تھا۔ دیانند کو وشواس ہو گیا تھا کہ یوگ سے مرتیو پر وجے نہیں پراپت ہوسکتی۔ مرتیو تو ہوگی ہی، پرنتو مرتیو کے دکھ سے نیورتّی گیان دوارا ہوگی۔ اتہ: اب ان کا بھرمن کسی گیانی پرش کی کھوج میں پرارمبھ ہوا۔ وہ اترا کھنڈ کو چھوڑ گنگا کے کنارے کنارے کاشی تک گئے۔

مورکھتا کا درشن

اپنے بھرمنوں میں سوامی جی نے بھارت میں پھیلی اگیانتا اور مورکھتا کا ویاپک درشن کیا۔ وہ ایک گاؤں کے اندر ایک مندر میں رات بتانے کے لیے گئے تو مندر کے دوار پر ایک بہت بڑی پتھر کی نندی کی مورتی دیکھ، اس کے پاس ہی استھان کو جھاڑ پھونک کر وہ سونے لگے۔ ان کو نندی کے پیٹ میں کچھ ہلچل سنا دی۔ یہ سترک ہوئے تو نندی کی پرتی مورتی کے بھیتر سے ایک آدمی نکلا اور اپنے سامنے ڈنڈ دھاری ہشٹ پشٹ سادھو کو کھڑا دیکھ ایک اور کو بھاگ گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ نندی کے پیٹ میں سونے کے لیے بہت سندر استھان بنا ہوا ہے۔ وہ اس میں گھس، دوار بند کر سو گئے۔ دن چڑھنے پر ایک مہیلا مندر میں پوجا کے لیے مشٹھان لے کر آئی۔ جب وہ ورشب بھگوان کو بھوگ لگانے لگی تو سوامی دیانند کی نیند کھل گئی۔ مہیلا نے مشٹھان نندی کے منہ میں رکھ دیا تھا، جسے اندر سے سوامی جی نے اٹھا لیا اور اپنی بھوک کا سمادھان کیا۔ مشٹھان کھا کر وہ سوچنے لگے، ''لوگ بھی کتنے بھولے ہیں، جو پاپیوں دوارا اس پرکار ٹھگے جاتے ہیں۔'' بھولی جنتا کو ٹھگا ہوا دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ان دنوں دیش غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ایک طرف تو بھولی بھالی جنتا کو پنڈے پجاری مورکھ بنا کر ٹھگ رہے تھے، اور دوسری طرف انگریز ان پر طرح طرح کے کر لگا کر قہر ڈھا رہے تھے۔ ایک سوامی دیانند گنگا کے کنارے بیٹھے ہوئے

تھے، توانہوں نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے مرت بچے کولیکرانتم کریا کرنے آئی۔ مہیلا نے اپنی آدھی ساڑی پھاڑکر اس میں شوکر لپیٹا اور پھرا سے گنگا میا کو سمرپت کردیا۔لیکن پھروہ مہیلا گنگا میں کود پڑی اوراس بہتے شوکا وہ کفن اتارلائی، جسے اس نے سویم ہی ڈالا تھا۔ دیانند نے اس کے پاس جاکر پوچھا، ''ماتا، جب کفن اتارلینا ہی تھا،تو پھرڈالا ہی کیوں تھا؟''

''مہاراج! کفن بناتو مردے کومکتی نہیں ملتی۔''

''تو پھر کیوں اتارا؟''

''اتارا کہاں؟ میں تو گنگامیّا سے مانگ کرلائی ہوں۔''

''مگر کیوں؟''

''تا کہ اس ساڑی کودوبارہ سی کرپہن سکوں۔''

''ہے بھگوان!'' دیانند کی آنکھوں سے اشرودھارا بہہ چلی، ''کبھی سونے کی چڑیا کہلانے والے آج میرے دیش کی یہ حالت ہوگئی کہ معصوم بچوں کے شوکودوانگل کفن بھی نہیں ملتا!''

انہوں نے اب اپنا اُتھان چھوڑکر دیش کے غریب لوگوں کے اُتھان کے وشے میں سوچنا شروع کردیا۔ پرنتو غریب لوگوں کا اُتھان بنادیش کی سوتنترتا کے سمبھو نہیں تھا۔ایک مندرمیں ان کی بلی دینے کی چیشٹا بھی کی گئی،لیکن دیانند نے دشٹوں

کا سامنا کرتے ہوئے وہاں سے بحفاظت آگے پرستھان کر دیا تھا۔

مندر میں قربانی کی کوشش

پرتھم سوتنتر تا سنگرام کے پرنیتا

ودیشیوں دوارا دیش کی آرتھک ، سماجک ، راج نیتک دردشااورانگریزوں کے اتیاچاروں کا دگدرشن کرکے دیانند سوامی ویتھت ہوا ٹھے ۔ مہارانی جھانسی ، ناناصاحب آدی انیک گن مانیہ ویکتیوں کے ادھیکاروں کا ہنن کیا گیا۔ راجا مہاراجاؤں نے انگریزوں کے خلاف آواز اٹھائی ۔ پرانگریزوں سے مقابلہ کرناسادھارن راجیہ ستا کی شکتی سے باہر کی بات تھی ۔ اس لیے وہ انگریزوں کواکھاڑ پھینکنے کے لیے سارے دیش میں کرانتی کی جوالاایک ساتھ جلاناچاہتے تھے۔ ناناصاحب نے اس کاریہ کے لیے سادھوسنیاسیوں دوارا دیش میں دھرم پرچار کے سہارے کرانتی پیدا کرنے کی مہتّو پورن یوجنابنائی ۔اس کے لیے انہوں نے تیرتھ یاترا کا آیوجن کیا۔ جہاں انہیں کسی بھی کرانتی کاری وچاررکھنے والے دیش بھکت سادھوسنیاسی کا پتا لگتا، وہ وہیں پہنچ جاتے ۔ان دنوں کنکھل (ہریدوار) میں ویوردھ سوامی سمپورنانند جی دیش بھکتی کے لیے پرسدھ تھے ۔ ناناصاحب ان کے پاس گئے اوردیش کوآزادی دلانے کے کاریہ میں مارگ درشن اورسہیوگ دینے کی پرارتھنا کی ،

’’مہاتمن، دیش کوآپ کے مارگ درشن کی ضرورت ہے۔‘‘

’’کس لیے؟‘‘

’’آزادی کے لیے۔‘‘

''اوہ ،میں بھی آزاد بھارت میں ہی انتم سمادھی لگانا چاہتا ہوں ، لیکن آیوادھک ہونے سے میں اب دیش سیوانہیں کرسکتا۔''

اس پرکار''سوامی سمپورنا نند جی نے 108 ورش کی اوستھا ہوجانے کے کارن اسکّر یہ سہیوگ دینے میں اسمرتھتا پرکٹ کی۔

''پر مارگ درشن تو کر سکتے ہیں۔''اس پر انہوں نے نانا صاحب کو کہا،''اس کاریہ میں دیانند سرسوتی نام کے تیجسوی یووا سنیاسی آپ کو اچھا سہیوگ دے سکتے ہیں۔ ان کے من میں بھی دیش بھکتی کی بھاؤنا کوٹ کوٹ کر بھری ہے ۔ وہ مجھے ہریدوار کے کنبھ میلے کے سمے ملے تھے۔اور کچھ سمے پرودرونا سر سے لوٹنے پر میرے پاس آئے تھے۔''

''کہاں ملیں گے دیانند سرسوتی ؟''

''وہ میرے پاس آتے رہتے ہیں ، اب کی بار وہ آئیں گے تو میں آپ سے ملنے کی بات انسے کروں گا۔''

مہرشی دیانند گنگوتری ، بدری ناتھ، گڑھوال، روہیل کھنڈ، دوآب ہوکر پُنہ: جب سوامی سمپورنا نند جی کے پاس کنکھل پہنچے تو انہوں نے نانا صاحب کی بات انہیں سنائی۔سوامی دیانند کو پرسنتا ہوئی۔ وہ مئی 1856 میں نانا صاحب سے بٹھور میں ملنے گئے ۔دونوں نیتاؤں نے انگریزوں کو دیش سے نکالنے کے لیے یوجنا بنائی:

''سادھو سنیاسیوں دوارا دیشی سینکوں میں انگریزوں دوارا کارتوسوں پر لگائی جارہی ''گو'' اور''سور'' کی چربی کا الیکھ کرکے ان کی دھارمک بھاؤناؤں کو

ابھار کر انگریزوں کے خلاف وِدروہ پیدا کیا گیا۔'' سنیاسیوں دوارا گپت روپ سے کمل پشپ وروٹیوں میں گپت سندیشوں کو بھیجنے کی یوجنا بنائی گئی۔ مہرشی دیانند کے نیتر تو میں تمام سینک پرتشٹھانوں میں سادھوؤں کے ویش میں کرانتی کی جوالا بھڑکائی جانے لگی ۔ مہرشی دیانند کو اس کاریہ کے لیے دکشن میں رامیشورم تک ، بنگال میں گنگا ساگر تک، اتر میں گنگوتری تک کی پیدل یاترا کرنی پڑی۔

نانا صاحب، مہارانی لکشمی بائی ، تاتیا ٹوپے، عظیم اللہ خاں، آدی نیتاؤں نے نشچت تتھی کو ایک ساتھ سارے دیش میں وسفوٹ کرنے کی یوجنا بنائی۔ دربھاگیہ

جھانسی کی رانی لکشمی بائی سے ملاقات کرتے ہوئے سوامی دیانند
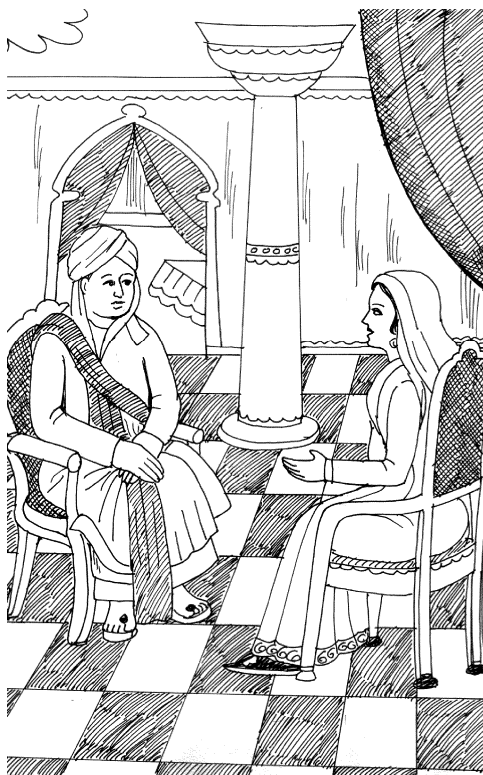
وش یوجنا سے پورو ہی میرٹھ اوررورڑکی کے سینک پرتشٹھانوں میں کرانتی کی جوالا پھوٹ پڑی۔ کچھ ولاسی اورسوارتھی راجاؤں نے سہیوگ بھی نہیں دیا۔انگریزوں نے دیش بھکت سینکوں ایوم پرجاجنوں کوامانو یہ ڈھنگ سے کچل دیا۔مہارانی رانی جھانسی لکشمی بائی یودھ میں بلیدان ہوگئیں۔تاتیاٹوپی بھی شہید ہوگئے۔ناناصاحب تتھاعظیم اللہ خاں کومہرشی دیانند نے کہا،''سوراشٹر کی طرف چلے جاؤ، وہاں انگریزوں کا وشیش پربھاؤنہیں ہے۔ دیشی راجیوں کے کچھ راجے مہاراجے دیش بھکت ہیں، ان کے سہیوگ سے شاید کچھ کاریہ ہوسکے۔''

''بھگون آپ کی جوآ گیا۔ پر......''

''پر کیوں؟''

''میری اچھا آریے راشٹریے نیپال سے ہوکرافغانستان جانے کی ہے۔''

''آپ کی اچت اچھا ہے،اچھا آپ نیپال ہی چلے جائیں۔''

''دھنیہ واد بھگون!''

اس پرکار ناناصاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیپال چلے گئے۔ وہاں اپنے ویکتیوں دوارا ایک استھان پرآگ لگواکر یہ پرسدھ کردیاکہ ناناصاحب مرگئے۔ پولس تتھا گپت چروبھاگ کے ویکتیوں سے پیچھا چھڑانے کے لیے یہ یوجنا بنائی گئی۔ انگریز ادھیکاریوں کووشواس ہوگیا کہ ناناصاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ ناناصاحب یہاں ایک سادھو کے روپ میں نیپال سے افغانستان گئے۔ وہاں ایک سندھی ویاپاری، جوکاجو، کشمش، اخروٹ آدی سوکھے میوے کا کاریہ کرتے

تھے، ان کے ساتھ سندھ کے شکار پور میں ان کے پاس پہنچے۔ سندھیوں کے سادھو سنتوں کے پرتی بڑی شردّھا ہوتی ہے ۔ پرتیبھا شالی وشال کایے اس سنیاسی کو اس ویاپاری نے بڑی شردّھا سے کچھ دن وہاں رہ کر ناناصاحب سادھو کے ویش میں کچھ کے پرسدھ نارائن سروور تیرتھ استھان ہوکرموربی پہنچ گئے ۔ ''موربھی نریش سوابھیمانی دیش بھکت ہیں''، یہ انہوں نے مہرشی دیانند سے سن رکھا تھا۔ موربی کے نگرسیٹھ کو جب یہ پتہ لگا کہ شہر میں ایک وِدّواں اور پرتیبھا شالی سادھوآیا ہے، تب وہ اس کو اپنے گھر لے گئے، ''بھگون! آپ کے آنے سے میری کُٹی پوتر ہوگئی۔''

''وہ تو ٹھیک ہے، بھکشا کیا دوگے؟''

''مطلب!'' بھکت سکپکایا۔

''بھکت، چنتا مت کرو، میری بھکشا یہی ہے کہ غریبوں کی ہمیشہ مدد کرتے رہو۔''

اور پھر ناناصاحب کچھ وقت وہاں رہ کر بھاؤنگر کے پاس سیہور نامک استھان پر اپنے ساتھی عظیم اللہ خاں کو ملنے گئے، وہ پہلے ہی فقیر کے ویش میں وہاں پہنچ گئے تھے۔ ناناصاحب بھی شہر سیہور سے ایک میل کی دوری پر ایک رمنک استھان پر، جہاں جھرنے بہتے تھے، ''دیانند یوگی'' کے نام سے کٹیا بنا کر رہنے لگے۔ دونوں کرانتی کاری پرائے: راتری کو آپس میں ملتے تھے۔ سیہور کے پاس ہی سون گڑھ میں انگریزوں کا سینک پرتشٹھان تھا۔ انگریزوں کو دیانند یوگی پر کچھ سندیہہ سا ہونے لگا۔ اس کی جانکاری ناناصاحب کو عظیم اللہ خاں دوارا ملی۔ ناناصاحب وہاں سے آنکھ

بچا کر موربی نگر سیٹھ کے یہاں پہنچ گئے۔ وہاں کافی سمے رہے۔ اوستھا اور پرواسوں نے شریر کو جیرن شیرن بنا دیا تھا۔ مرتیو سر پر سوار ہوگئی۔ مرنے سے پہلے انہوں نے موربی نریش سروگھ جی ٹھاکر کو اپنے پاس بلا کر اپنی گپتی دیتے ہوئے کہا، ''میرے مرنے پر اس گپتی کو کھولنا۔ میری مرتیو پر داہ سنسکار کرنا تتھا اپنے راجیہ کا وکاس کرنا۔''
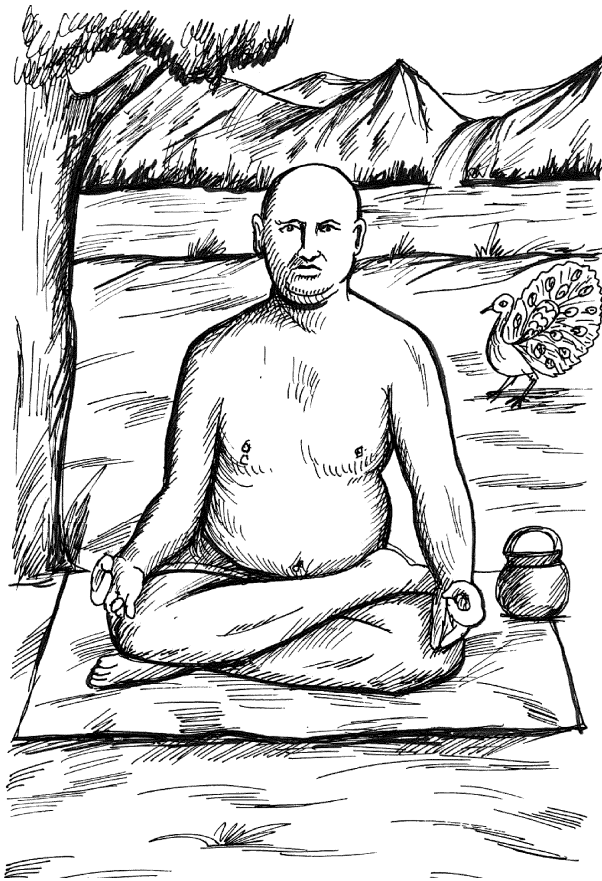
ایشور کی عبادت کرتے ہوئے سوامی دیانند

انت تہ ایک دن سادھو کے ویش میں نانا صاحب کی مرتیو ہوگئی۔ سرواگھ جی ٹھاکر نے جب گھپتی کھولی تو اس میں سے امولیہ ہیرے اور جواہرات نکلے۔ نانا کی شاندار شمشان یاترا نکالی گئی۔ ان کا داہ سنسکار کیا گیا، وہاں ایک سمادھی بنائی گئی۔ موربی ریلوے اسٹیشن کے پیچھے، وہاں اس سمے آشرم بھی بن گیا ہے۔ آگے چل کر موربی نریش سرواگھ جی ٹھاکر نے گپتی کے دھن سے موربی کا یوجنا پوروک سندر نرمان کیا۔ ریلوے لائن ڈلوا کر ٹرین کی ویوستھا بھی کی۔

سنہ 57 کی کرانتی میں اسپھلتا ملنے پر مہرشی دیانند ہتاش اور نراش ہو گئے۔ ان کے ایک ششیہ نے پوچھا، ''بھگون! دیش میں کرانتی اسپھلتا ہونے کے کیا کارن ہیں؟'' ''دیش میں ایک وچاردھارا، ایک جاتی، ایک سنگٹھن، ایک بھاشا، ایک راشٹر کا نتانت ابھاؤ ہے، اسی کارن دیش سوتنتر نہیں ہوسکا۔''

''تو دیش سوتنتر کب ہوگا؟''

''قریب سو ورش بعد، کیونکہ راشٹریہ ایکتا کے وکاس میں اتنا سمے تو لگ ہی جائے گا۔''

''تو آپ کیا کریں گے؟''

''سوامی سمپرنانند کی سیوا۔۔۔''

اور اس پرکار انہوں نے اپنا مارگ بدل دیا۔

گرو کے شری چرنوں میں

سماجک کُریتیوں، کوپرتھاؤں کی سمسیاؤں کے سمادھان کی جانکاری لینے کے لئے مہرشی دیانند، سوامی سمپرنانند کی سیوا میں گئے۔

''بھگوان، دیش کو پرادھینتا وسماجک برائیوں نے کھوکھلا کر دیا ہے، اس سمسیا کا سمادھان آخر کیسے سمبھو ہے؟''

''پتر، اس کا سمادھان آخر کیسے سنبھو نہیں۔''

''تو پھر؟''

''اس سمسیا کے سمادھان کے لئے پہلے بھارتیوں کو جاننا ہوگا کہ وہ کون ہیں، کیوں کہ بھارتیہ اپنا پراچین گوروشالی اتہاس بھول چکے ہیں، اور جو اپنا اتہاس بھول جاتا ہے، وہ جاتی ہی وشو کے نقشے سے سوت: مٹ جاتی ہے۔''

''تو بھارتیوں کو اپنا گوروشالی اتہاس کیسے یاد دلایا جا سکتا ہے؟''

''اس کے لئے کٹھور تپسیا و آرش گیان کی ضرورت ہے۔''

''وہ کہاں ملے گی؟''

''کیا تم سچ مچ نئے بھارت کا نرمان کرنا چاہتے ہو؟''

''جی بھگوان!''

''تو متھرا میں میرے ششیہ سوامی ورجانند کے پاس چلے جاؤ، وہ ہی
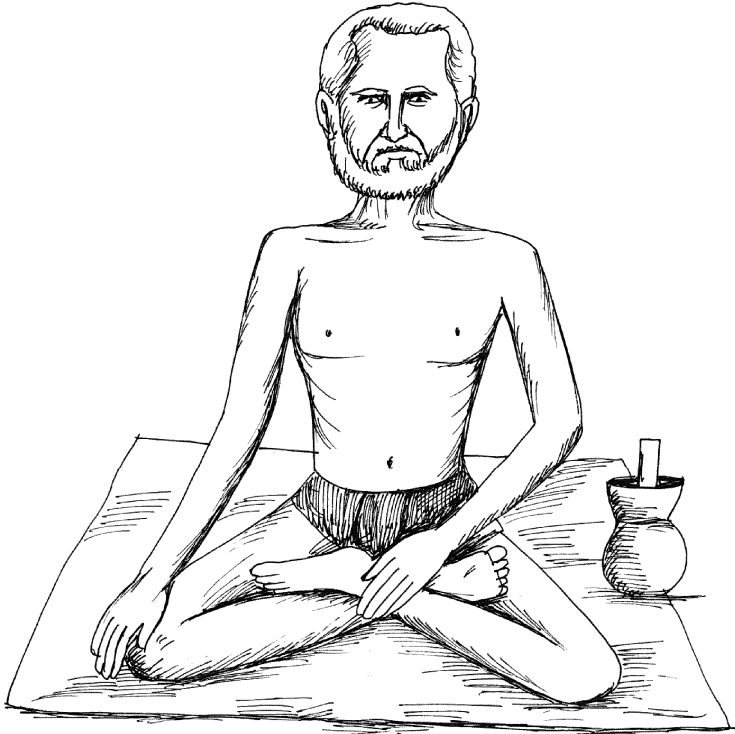
سوامی برجانند

تمہارے کلیان کا مارگ پرشست کریں گے۔“

”دھنیہ واد بھگوان!“

اس پرکار سوامی دیانند نے متھرا کی اور اپنے کرانتی کاری قدم بڑھائے۔

اس دن اماوش کی گھور اندھیری راتری تھی۔ رات کے بارہ بج چکے تھے۔ ایسے

گھور اندھکار میں سارا سنسار سویا پڑا تھا۔لیکن ایک جِگیا سو متھرا کی گلیوں میں سوامی ورجانند کی کٹیا تلاشتا پھر رہا تھا۔آخر کار رراتری میں پہرہ دے رہے نگر رکشکوں سے سوامی دیانند نے سوامی ورجانند کی کٹیا کا پتہ پوچھ جیسے ہی باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا، تو اندر سے آواز آئی ''کون؟''

''یدی یہ پتہ ہوتا، میں کون ہوں، تو آپ کا دروازہ ہی کیوں کھٹکھٹاتا؟''

جِگیاسو دیانند نے اتر دیا۔

''آہ! لگتا ہے تم کوئی ستیہ کے انویشک اور آرش کے گیان کے پیاسے ہو۔''

کہہ کر ورجانند نے کٹیا کا دروازہ کھول دیا۔

سوامی دیانند نے دروازہ کھولنے والے پرگیا چکشو کے چرن سپرش کرتے ہوئے کہا، ''مجھے اپنے چرنوں میں استھان دیں گرو ور۔''

''آپ کا استھان چرنوں میں نہیں، میرے ہردے میں ہے۔'' ورجانند نے اسے ہردے سے لگاتے ہوئے کہا۔

ورجانند دنڈی نے پھر سوامی دیانند سے پوچھا، ''کیا پڑھے ہو؟''

دیانند نے پستکوں کے نام کہہ سنائے۔

دنڈی جی نے پھر پوچھا، ''کیا یہ پستکیں پاس میں ہیں؟''

''ہاں'' کے کہنے ساتھ ہی آ گیا ملی، ''ان سب کو یمنا میں ڈال دو۔''

دیانند نے من سوچا، ''جن پستکوں کے لئے سارے دیش کی خاک چھان ماری کیا وہ ویرتھ ہیں؟ یدی ویرتھ ہیں تو انہیں یمنا میں ڈالنے میں ہی بھلائی ہے، لیکن

یدی ان میں کچھ گیان چھپا ہے تو پھر؟ اس لئے کیا کہیں چھپا دوں!''

''پرنتو گرو پانا سہج نہیں۔ پہلے ہی آ گیا توڑی، تو پھر گیان کیسے ملے گا؟ گرو

تعلیم حاصل کرتے ہوئے سوامی دیانند

بنا تو گیان سنبھو نہیں۔ گرو پد تو ایشور سے بھی مہان ہوتا ہے ۔ اس لئے گرو کی آ گیا ماننے میں ہی بھلائی ہے۔''

اس پرکار گرو کی آ گیا مان کر دیانند نے اپنے سمست گرنتھ یمنا میں پرواہت کردئے۔

اوراس پرکار سوامی دیانند گرو کے چرنوں میں بیٹھ کر ارش گیان پراپت کرنے لگے۔

پاس ہی ایک مندر کی ایک تنگ کوٹھری میں انہوں نے آواس استھل بنایا اور مندر میں چڑھائے جانے والے چنے گڑھ کو کھا کر پیٹ کی بھوک کی آگ شانت کرلیا کرتے تھے۔ انت میں ایک دھنی آدمی کو ان پر دیا آ گئی، تو انہوں نے اس کے بھوجن کا پربندھ کردیا۔

گرو جی کی کُٹی میں جھاڑو سوامی دیانند ہی دیا کرتے تھے ۔ ایک دن جھاڑو دے کر کوڑا ایک اور رکھ، باہر پھینکنے کے لئے ٹوکری دیکھ رہے تھے کہ ورجانند کی ٹانگ کوڑے پر جا پڑی ۔ گرو جی کرودھ میں آ گئے اور انہوں نے دیانند کو زور سے لات ماردی ۔ دیانند کچھ سمے پیچھے وہ ٹانگ دبانے جا بیٹھے اور نمرتا سے کہنے لگے ، ''گرو ور! میرا شریر تو تپسیا سے پتھر ہو گیا۔ اسے آپ کی لات جیسے لگی ہی نہیں ۔ ہاں! آپ کی لات اوش دکھتی ہوگی۔''

ٹھیک کہتے ہو دیانند، پر تم ایسی غلطی کرتے ہی کیوں ہو؟ سمرن رکھو، جہاں سو چھتا ہے، وہیں گیان پرکٹ ہوتا ہے۔''

''شما کریں گرو ور۔ آگے اسے ایسا کداچت نہیں ہوگا۔''

اس پر کار گرو کی سیوا سوشروشا کرتے ہوئے سوامی دیا نند نے لگ بھگ تین ورشوں میں سمست آرش گرنتھوں کا پٹھن پاٹھن کر ڈالا۔

وڈّیا سماپت ہونے پر ایک دن سماورتن کے لئے نیت کیا گیا۔ سب نے باری باری سے گرو کو دکشنا دی اوران سے اجول بھوشیہ کی کامنا کا آشرواد لیا۔ جب دیا نند کی باری آئی تو وہ کچھ لونگ گروشری کے چرنوں میں رکھ کر بولے، ''بھگون! لونگ چھوٹی چیز ہے، پر اور کچھ ملا ہی نہیں، کرپیا سویکار کریں!''

''بیٹا، مجھے تم سے گرو دکشنا میں کچھ اور بھی چاہیئے۔''

''آگیا کریں گرو ور!''

''تمہیں پرتگیا کرنی ہوگی۔''

''کہیے گرو ور کیا پرتگیا کرنی ہوگی۔''

''سنسار ویدوں کو بھول گیا ہے، اس لئے، ''ویدوں کی اور لوٹو'' کا سندیش گھر گھر پہنچا دو۔''

''میں ویدوں کا گیان گھر گھر پہنچانے کی پرتگیا کرتا ہوں گرو ور۔''

''بہت اچھا، تم سے مجھے یہی آشا تھی۔''

اس کے بعد گرو ور جا نند دنڈی نے اپنے ششیہ دیا نند سے تین پرتگیا ئیں کرائیں۔

(1) ویدک دھرم میں پروشٹ ہوئی پورانک انرگلتاؤں کا وناش کرنا ہوگا۔

(2) گوتم بدھ سے پرو کے یوگ کی پراچین دھارمک پرنالیوں کی پن: استھاپنا کرنی ہوگی۔

(3) ستیہ کا پرکاش اور پرچار کرنا ہی دھرم ہے۔

گرو دکشنا
کا
منظر

دیانند نے گرودیو سے ودا لیتے ہوئے اتر بھارت میں پرچار کاریہ آرمبھ کر دیا، پرنتو پرماتما کے ان دیالو منشیوں کی پرمپرا کے وپریت جو اپنے شرتاؤں کے نیتروں کے سمکش سورگ کے لبھاؤنے درشیہ اپستھک کرتے رہتے ہیں، گیتا کے ویرنا یک الییڈ کے ہرکیولس جیسے مہان ویر دیانند نے اپنے ایک ماتر ستیہ وچار کے اترکت انیہ سبھی پرکار کے ویدوردھ وچاروں کو چنوتی دی۔

وہ اپنے کام میں اتنے سپھل ہوئے کہ پانچ ورش کے الپ کال میں اتر بھارت کی کایا پلٹ ہوگئی، پران کے آندولن سے دھرم کے ٹھیکے داروں میں ہلچل مچ گئی، اس لئے چاروں اوران کے شترو بانس کے جنگل کی طرح اگ گئے۔ اس کا پری نام یہ ہوا کہ دھرم پرچار کے شروعاتی پانچ ورش میں چار یا پانچ بار وِش دوارا

دھرم کا راستہ دکھاتے سوامی دیانند

ان کے پران لینے کی چیشٹا کی گئی۔

سوامی دیانند پروجے پراپت کرنا اسنبھو تھا، کیوں کہ وہ ویدک واڈمے اور سنسکرت کے انوپم بھنڈار تھے، اور ان کے گیان کی برابری کوئی نہ کر پاتا تھا۔ ان کے شبدوں کی دھدھکتی ہوئی آگ سے ان کے ورودھیوں کا ورودھ بھسم سات ہو جایا کرتا تھا۔ وہ لوگ دیانند کی تلنا جل کی باڑھ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ شنکراچاریہ کے بعد جیسا ویدوگیہ بھارت بھومی میں پیدا نہیں ہوا۔

پاکھنڈ کھنڈنی

ہریدوار میں بارہ سال میں ایک بار کنبھ کا میلا لگتا ہے۔ اس میں بھارت بھر کے نر ناری لاکھوں کی سنکھیا میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ سارا بھارت ہی یہاں اکٹھا ہوا درشٹی گوچر ہوتا ہے ۔ پر یہاں پر سب سے ادھک پاکھنڈ کا بول بالا دیکھا جاسکتا ہے۔ اس پرکار لوگوں کی ساماجک کریشیوں سے مکت کر کے اور ویدوں کے پرتی جگیاسو بننے کے لئے سوامی دیانند نے ہریدوار کا رخ کیا۔

ہریدوار سے یاتری رشی کیش کو جاتے ہیں۔ رشی کیش سادھوؤں کا استھان ہے ۔ اسی راستے میں ایک استھان پر دیانند نے اپنا جھنڈا اگاڑا۔ اس پر لکھا تھا :
''پاکھنڈ کھنڈنی پتاکا۔''

لوگ ''ہر کی پوڑی'' پر اسنان کر کے سمجھتے ہمارے جیون بھر کے پاپ دھل گئے۔ یہاں پہنچتے تو یہ بھرم بھی دھل جاتا ۔ یہاں تو اپدیش ہوتا کہ ''ہر کی پوڑی'' پر نہانے سے کچھ نہیں بنتا۔ اچھے کرم کرو، وید کی شکشا پر چلو! یہی پنیہ ہے، یہی تیرتھ ہے۔ ویدوں کی شرن میں آؤ، یہ پرماتما کی وانی ہے۔''

کنبھ میں آ کر سوامی جی نے بھارت کا ایک چھوٹا سا چتر دیکھ لیا۔ سادھوؤں کے کئی رنگ تھے ۔ سب سے بُرے ناگا تھے، جو لنگوٹ تک نہ پہنتے تھے ۔ نہ انہیں استری کی لجا تھی، نہ پرش کی ۔ بیٹھے کوچیشٹا کرتے رہتے ۔ ویراگی ، اداسی ، نرمل اور نہ
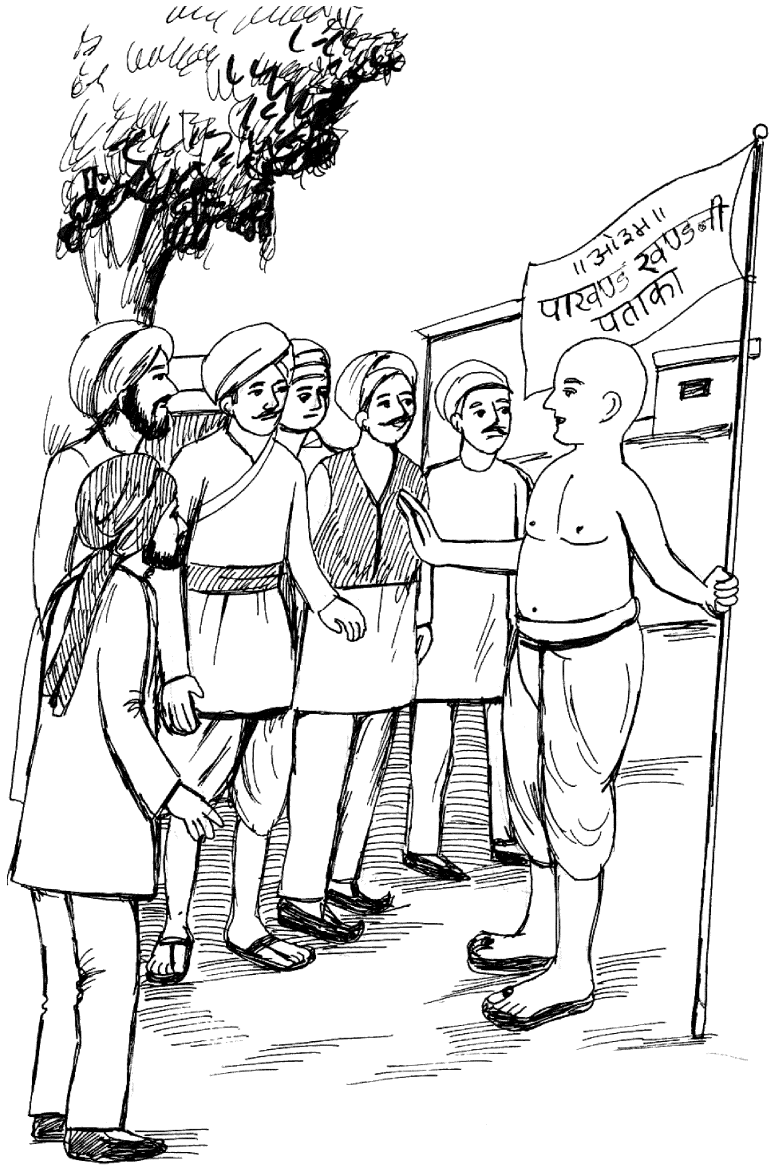
جھنڈا پاکھنڈ کھنڈنی پھراتے ہوئے سوامی دیانند

جانے کتنے پرکار کے انیہ سادھو تھے ۔ انہیں پہلے نہانے کا حق تھا، پولس نہ ہوتی تو دنگا کرتے ۔ مہنت اور سادھو گدی دار ہاتھیوں پر چڑھ کر آتے ۔ ٹھاٹھ راجاؤں سے بھی بڑھ کر تھا۔ جو پوچھو تو ''تیاگی'' ہیں ۔ ایسا تھا ان دنوں کے بھارت کا حال ۔

کنبھ میلے سے سوامی دیانند کی کھیاتی دیش بھر میں پھیل گئی اور دیش اس راشٹریہ سنت کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

سوامی دیانند نے اپنے آندولن کو زیادہ پربھاوی بنانے کے لئے بمبئی میں ''آریہ سماج'' نامک سماجی سنستھا کی استھاپنا کی ۔

پرارمبھ میں سوامی دیانند نے آریہ سماج کے تین سدھانت نردھارت کیئے ۔

(1) ویدوں میں شاشوت ستیہ ہے۔

(2) آریہ سماج کا پرتیک سدسیہ اپنی آمدنی کا 1/100 بھاگ آریہ سماجی وِدّیالے کو اتھوا آریہ سماج کے سماچار پتر'' آریہ پرکاش'' کو دے گا۔

(3) آریہ سماج دوارہ استھاپت شکشن سنستھائیں کیول ویدوں کی شکشا پردان کریں گی ، لیکن سنہ 1877 میں سوامی جی نے ان سدھانتوں کے استھان پر 100 نئے نیم بنائے ، جو اس پرکار ہیں ۔

(1) سب ستیہ ودھاؤں اور جو پدارتھ وِدّیا سے جانے جاتے ہیں ، ان سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

(2) ایشور سچید انند سوروپ ، نیراکار ، سروشکتی مان ، نیائے کاری ، دیالو، اجنما ،

اننت ، نرویکار، انادی، انوپم ، سروادھار، سرویشور، سرو ویاپک، سروانتریامی، اجر، امر، ابھے، نتیہ ، پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔اسی کی اپاسنا کرنے یوگیہ ہے۔

(3) وید سب ستیہ ودھاؤں کی پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔

(4) ستیہ کو گرہن کرنے اور استیہ کو چھوڑنے میں سروتھا تیار رہنا چاہئے۔

(5) سب کام دھرم انوسار ارتھات ستیہ اور استیہ کا وچار کر کے کرنا چاہئے۔

(6) سنسار کا اپکار کرنا اس سماج کا مکھیہ ادیشیہ ہے ارتھات شارِرک ، آتمک اور ساماجک انتی کرنا۔

(7) سب سے پریتی پوروک دھرم انوسار یتھا یوگیہ برتاؤ کرنا چاہئے۔

(8) اودّیا کا ناش اور ودّیا کی وردھی کرنی چاہئے۔

(9) ہر ویکتی کو اپنی ہی انتی میں سنتشٹ نہ رہنا چاہئے ، بلکہ سب کی انتی میں اپنی انتی سمجھنی چاہئے۔

(10) سب منشیوں کو ساماجک سروہت کاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر رہیں۔

راشٹریہ ایکتا کے سوتر دھار دیانند سوامی ہی تھے۔نو بھارت کے سوپن درشٹا کے روپ میں مہرشی دیانند نے ایک شتابدی پرو ہی ایک ایسے بھارت کا چتر کھینچا تھا، جو لوک تانترک ہونے کے ساتھ ساتھ سماج میں پھیلی وبھن کری تیوں سے مکت ہو۔

سوامی جی ایک ایسے بھارت کی استھاپنا کرنا چاہتے تھے جہاں پریم، سہیوگ تتھا بندھوتو کا سامراجیہ ہواور جس میں پرتیک ویکتی کو اپنے گنوں کے انوروپ کاریہ کرنے کی سوتنترتا ہو۔ وہ بھارت کی لیش پتا کا کو وشو بھر میں پھرانا دینا چاہتے تھے اور بھارت کو اس وشوگرو کے روپ میں دیکھنا چاہتے تھے۔

مہرشی دیانند ویکتی ویکتی کے بیچ بنی کھائی کو سدیو کے لئے بھر دینا چاہتے تھے۔یہی کارن ہے کہ انہوں نے جات پات کے بھید کا ڈٹ کر وروودھ کیا تتھا بھارتیہ سماج پر لگے اس روگ کو دھوڈالنے کے لئے ''انتر جاتیہ وواہ'' کا چونکا دینے والا آدرش پرستت کیا۔ دیانند چاہتے تھے کہ بھارت میں ہندودھرم کا سوروپ پورنتہ: پری مارجت ہو۔یہی کارن ہے کہ انہوں نے ''شدّھی آندولن'' کا سوتر پات کیا۔

شاستر ارتھ مہارتھی دیانند

سوامی دیانند نے شاستر ارتھ کے بل پر دیش بھر میں پھیلے پاکھنڈ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا سوتر پات کیا، تو اب شاستر ارتھ میں پراجت ہوئے پورانکوں نے دیانند کو کاشی میں آنے کے لئے آمنترت کیا۔ دیانند نربھیتا پوروک وہاں گئے، اور 1861 کے نومبر ماس میں اس مہان شاستر ارتھ میں پرورت ہوئے جس کی تلنا ہومر کے کاویہ میں ورنت سنگرام کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔ لاکھوں آکرانتاؤں کے سامنے جوانہیں پراست کرنے کے لئے اتسک تھے، انہوں نے اکیلے 300 پنڈتوں کے ساتھ شاستر ارتھ کیا۔ دیانند نے اپنا آدھار وید کو بنایا ہوا تھا۔ ویدوں کے آگے پنڈتوں کا دھیرج ٹوٹتے ہوئے دیر نہ لگی۔ مہابھارت جیسے اس سنگھرش کی پرتدھونی سے سمست بھارت گونج اٹھا، جس کا پرینام یہ ہوا کہ بھارت ورش میں ان کا نام پرسدھ ہو گیا۔

کئی سماچار پتروں میں شاستر ارتھ کا آنکھوں دیکھا حال پرکاشت ہونے لگا۔ اس دن تو شاستر ارتھ میں حد ہی ہوگئی۔ پنڈت ستیہ کو استیہ سے دبانا چاہتے تھے۔ پر کیا ستیہ کبھی دبایا جاسکتا ہے؟ کاشی نریش کی اڈّھیکشتا میں پرارمبھ ہوا۔ 50 ہزار شروتاؤں کی بھاری بھرکم بھیڑ شاستر ارتھ کو دھیان سے سن رہی تھی۔ اس دن سب سے پہلے پنڈت تاراچند نے سوامی جی سے پوچھا ''آپ کن گرنتھوں کو آریوں کے

کاشی مناظرہ کا نظارہ

دھرم گرنتھ مانیہ مانتے ہیں؟''

''ایشوروانی پرم پاون ویدوں کو۔'' سوامی نے پرتیتر پوچھا، ''کیا آپ بھی ویدوں کو مانتے ہیں؟''

''ہاں میں ویدوں کو پرمانک مانتا ہوں۔''

''وید میں یدی مورتی پوجا کا ودھان ہوتو، پرمان پیش کرو۔''

''وید کے اتیرکت انیہ گرنتھ بھی تو پرمان ہیں؟''

''پہلے وید کی بات کا نشچے ہوجائے، بعد میں انیہ گرنتھوں کے وِشے میں بات کرلیں گے۔ مکھیہ پرمان وید ہیں۔ انیہ گرنتھ گون ہیں۔ اس کارن یدی وید میں اس وشے میں کچھ نہیں تو مورتی پوجا نہیں کرنی چاہیئے۔''

اب سوامی وشدھانند نے آگے آ کر کہا، ’’رچنا کی انو پتی اسدھی ہونے سے انومان دوارا اور نت پردھان جگت کا کارن نہیں ہے۔ ویاس کے اس سوتر کو وید سے سدھ کیجئے۔‘‘

’’یہ بات اپستھت واد کے ساتھ سمبندھ نہیں رکھتی۔‘‘

’’تو کیا ہوا؟ یدی آپ کو اس کا سمادھان آتا ہے، تو بتایئے۔‘‘ انہوں نے کہا ’’یونہی پنڈت بنے پھرتے تھے؟‘‘

’’اس کا مول پاٹھ دیکھ کر ہی سمادھان کیا جا سکتا ہے۔‘‘

’’یدی سب کچھ سمرن نہیں تو کاشی میں شاستر ارتھ کرنے کے لئے آئے ہی کیوں ہیں؟ شاستر ارتھ کوئی مذاق ہے کیا؟‘‘

’’کیا آپ کو سب کچھ سمرن ہے؟‘‘

’’ہاں، ہم کو سب کچھ سمرن ہے۔‘‘

’’تو بتائے، دھرم کے کتنے لکشن ہیں؟‘‘

’’وید میں کہے پھل سہت کرم ہی دھرم ہے۔‘‘

’’یہ تو آپ کا کتھن ہے، کوئی شاستر یہ پرمان دیجئے۔‘‘

’’دھرم کا لکشن پریرنا کہا گیا ہے۔‘‘

’’یہ بھی ٹھیک، پرنتو پریرنا کہتے ہیں شرتی سمرتی کی آگیا کو۔ شرتی سمرتی کی آگیا میں دھرم کے لکشن بتایئے۔‘‘

’’دھرم کا ایک ہی لکشن ہے۔‘‘ ’’شاستر میں دھرم کے دس لکشن بتائے

ہیں۔“

”کہاں ایسا لکھا ہے؟“

وشدھانند مون ہو گئے۔

تب بالا شاستری کہنے لگے،”دھرم شاستر کا ادّھین میں نے کیا ہے۔اس وشے میں ہم سے پوچھئے۔“

سوامی جی نے کہا،”آپ ادھرم کے لکشن بتایئے۔“

بالا شاستری بھی چپ ہو گئے۔

اس پر سب پنڈت چلانے لگے،”وید میں پرتیما شبد ہے یا نہیں؟“ سوامی جی نے کہا، ”وید میں پرتیما شبد تو ہے، پرنتو وہ پوجا کے سمبندھ میں نہیں ہے۔“

”تو کس پرکرن میں ہے؟“

”پرتیما شبد یجر وید کے 32 ویں ادھیائے کے تیسرے منتر میں ہے۔ یہ ساموید کے برہمنّ میں بھی ہے۔ پرنتو یہاں پاشان آدی کے پوجن کا گھوتک نہیں۔ اس لئے میں اس کا کھنڈن کرتا ہوں۔“

اس پر سوامی جی نے منتر کی وستار سے ویاکھیا کر دی۔

تب ادھر ادھر کے پرشن ہونے لگے۔اب پھر وشدھانند نے پوچھ لیا،”وید کیسے اتپنّ ہوئے؟“

”سرشٹی کے آرمبھ میں وید کا پرکاش ایشور نے کیا۔“

”کس ایشور نے کیا؟“

''کیا آپ انیک ایشور مانتے ہیں؟''

''ایشور تو ایک ہی ہے، پرنتو وید کے پرکاشک ایشور کے لکشن بتایئے۔''

''اس کا لکشن سچید انند ہے۔''

''کاریہ کارن کا۔''

''جیسے من میں اور سریادی میں برہابدھی کر کے اپاسنا کہی ہے ، ویسے شالگرام آدی میں ایشور بھاؤنا کر کے پوجن میں کیا ہانی ہے؟''

اس سمے مدھیاچاریہ جی بول پڑے، ''ادھ بدھیہ سواگنے مورتے۔ اسے مورتی کا آیوجن کیوں نہیں لیتے؟''

''مورت پرتی کا واچک ہے، مورتی کا نہیں۔''

اس پرکار چار گھنٹے تک وارتالاپ چلتا رہا۔ سب پنڈت باری باری سے نیرتر ہو گئے۔ انیک وشیوں پر وارتالاپ ہوا۔ پنڈت ورگ کوئی پرمان مورتی پوجا کے پکش میں نہیں دے سکا۔ اس پر سوامی جی سے ونچنا کھیلی گئی۔ ایک پنڈت، وامنا چاریہ، کسی پستک کے دو پرانے پنّے جو اتینت اسپشٹ لکھے ہوئے تھے، نکال کر لے آئے اور کہنے لگے کہ یہ وید کے پرشٹھ ہیں۔ ان میں لکھا ہے۔

ارتھات یگ سماپتی کے دسویں دن پرانوں کا شروَن کریں۔'' سوامی جی نے کہا، ''پڑھ کر سنایئے۔''

وشودھانند نے پنّے وامنا چاریہ سے لے کر سوامی جی کے اور کر دئے اور کہا، ''آپ ہی پڑھ لیجئے۔''

سوامی جی نے کہا، ''آپ ہی پڑھیئے۔'' اس پر وشودھانند کہنے لگے، ''میں چشمے کے بنا نہیں پڑھ سکتا۔ آپ ہی پڑھیئے۔''

سوامی جی نے پنّے لئے اور پڑھنے کا یتن کرنے لگے۔ لکھاوٹ اتینت اسپشٹ تھی اور اندھیرا ہو گیا تھا۔ اس کارن سوامی جی کو پڑھنے میں کچھ سمے لگا۔ ابھی دو منٹ سے ادھک سمے نہیں ہوا تھا کہ سبھی لوگ ''دیانند پراجت'' کی گھوشنا کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پر سماچار پتروں میں دیانند کو وجئی گھوشت کیا گیا۔

اس پرکار کا شاستر ارتھ پورانک پنڈتوں نے پُنہ کرنے کا ساہس نہیں کیا۔ پورانک پنڈتوں نے گھوشنا کر دی تھی کہ دیانند پراجت ہوئے ہیں۔ پرنتو اس شاستر ارتھ کے اپرانت بھارت بھر میں سوامی دیانند کی وِدّتا کی دھوم مچ گئی تھی۔ اس کے پشچات پورانک پنڈت سوامی جی سے شاستر ارتھ کے لئے پُنہ آگے نہیں آئے۔ سوامی جی کو ویاکھیانوں کے لئے بلایا جانے لگا۔ ان کے بھاشنوں کے لئے ٹکٹ تک بک ہونے لگے، کئی بار تو اڈوانس میں ٹکٹ بک ہو جانے کے کارن بہت سے جگیاسو ان کے بھاشن سننے سے ونچت رہ جاتے تھے۔

شاستر ارتھ میں بار بار پراست ہونے کے بعد، سوامی جی کے ورودھی اور تو کچھ نہ کر سکے، ایک ویکتی کو سوامی جی کے آکار کا تیار کیا، جسے سر گھٹا، گلے میں جوتوں کی مالا پہنا وہ گدھے پر بٹھا کر سارے شہر میں گھومانا شروع کیا۔ یہ درشیہ سوامی جی کے ششیوں سے نہیں دیکھا گیا۔ وہ آگ بگولا ہو گئے اور سوامی جی کو یہ سب دکھا کر کہنے لگے، ''گرو جی! یہ کیا انرتھ ہو رہا ہے؟ ورودھیوں نے آپ کی کیا دشا بنا

رکھی ہے؟‘‘

سوامی جی تھوڑی دیر چپ رہے ، پھر دھیریہ پوروک انہوں نے اپنے ششیوں سے کہا، ’’ٹھیک ہی تو کر رہے ہیں، نقلی دیانند کا تو یہی حال ہونا چاہئے، اصلی دیانند تو آپ کے سامنے کھڑا ہے۔‘‘

سوامی جی ویدوں کے پنڈت ہونے کے ساتھ ہی ونود پریہ بھی تھے۔ ان کے ونود اشششٹ نہ ہوکر شکشاپردہوتے تھے۔

ایک بار علی گڑھ میں ایک پنڈت شاستر ارتھ کے لئے آیا، کنتو وہ سوامی جی سے اونچے چبوترے پر بیٹھا۔ اسے لوگوں نے سوامی جی کے ساتھ نیچے بیٹھنے کو کہا، پر وہ نہیں مانا۔

سوامی جی نے کہا، ’’کوئی بات نہیں، اوپر ہی بیٹھا رہنے دو، اوپر بیٹھنے سے کوئی بڑا نہیں ہوجاتا۔‘‘ پاس کے ایک ورکش کی اور سنکیت کر کے سوامی جی نے کہا، ’’دیکھو، وہ کوا پنڈت سے بھی اوپر بیٹھا ہے۔‘‘ وہ ویکتی بہت لجت ہوا، اور دیانند کا ششیہ بن گیا۔

اسی دن ایک ونک سوامی دیانند کے پاس آیااور پرنام کر کے بولا، ’’سوامی جی، میں آپ کا پرم بھکت ہوں۔ میں اپنی دکان بیچ کر دس ہزار روپے پراپت کر لینے کی استھتی میں ہوں۔ میں یہ راشی آریہ سماج کو دان کر دینا چاہتا ہوں، تاکہ آریہ سماج کا بھویہ پرساد بن سکے۔‘‘

سوامی جی نے پوچھا، ’’تمہارا پریوار کتنا بڑا ہے؟‘‘

''میری دھرم پتنی ہے، دو بچے ہیں ۔ کمانے والا میں ہی ہوں ۔ دکان ہی میری آئے کا سروت ہے۔'' ونک نے بتایا۔

سوامی جی نے کہا،'' بھلے مانس، دکان بیچ کر ملنے والی راشی دان کر کے گھر گرہستی کا بھار کون وہن کرے گا؟ کیا گھر پریوار کے پرتی تمہارا کوئی دائیتو نہیں؟ یہ گرہست دھرم کے پرتی انیائے ہوگا۔ دان دھرم کا نرواہ کیسے ہوگا؟''

وہ شانت رہا۔

''میں تمہاری بھاؤنا کا آدر کرتا ہوں ۔ دس ہزار روپے دان میں نہیں لے سکتا۔ اس میں سے ماتر ایک ہزار روپیہ دان لیا جا سکتا ہے ۔ شیش نو ہزار کا اپیوگ کر سوجھ بوجھ سے اپنا نیا ونک ویاپار کیجئے۔''

اب سوامی دیانند کو آبھاس ہوا کہ اپنے دھرم کی برائیوں کا کافی صفایا ہو چکا ہے، تو ان کا دھیان دوسرے دھرموں کی برائیوں پر ٹکا۔ انہوں نے قرآن اور بائبل کا ادھیین کیا اور ان کا زوردار شبدوں میں کھنڈن کرنے لگے ۔ اس سے عیسائی اور مسلمان بھی ان کے شترو بن گئے، پونگا پنڈت تو ان کے دشمن تھے ہی ۔ اس لئے انہیں بار بار زہر دے کر مارنا چاہا، لیکن زہر کو وہ نیولی کھریا دوارا نکال دیتے تھے۔

مرزاپور میں دیانند نے مسلمانوں کو پراجت کیا ۔ کتنے ہی مسلمانوں نے دیانند کے ہاتھوں سے یگیو پویت پہن کر اپنا جیون دھنیہ کیا۔

مرزاپور سے سوامی جی سموت 1626 میں کلکتہ پہنچے ۔ وہاں ان کا سمپرک برہا سماجیوں سے ہوا۔ بابو کیشو چندر سین سے ان کی بھینٹ ہوئی۔ ایشور چندر

ودیاساگر سے بھی ملے اوردونوں سے شاستر چرچا ہوتی رہی ۔ یہ دونوں کلکتہ کے وکھیات سماج سدھارک تھے۔سوامی جی ان کے جاتی سدھارکاریہ سے سروتھا سہمت تھے، پرنتو ان کی گھوشنا کی اسلام اورعیسائی مت بھی ستیہ مت ہیں، اس سے وہ مت بھید رکھتے تھے۔

بابوکیشو چندرسین سے سوامی جی کی چرچا اس بات پر ہوتی رہی کہ وید ہی کیوں پرماتما کا گیان مانے جاویں؟ قرآن اور بائبل بھی کیوں نہ الہام کی پستکیں مان لی جائیں؟ سوامی جی نے اپنے مت کے سمرتھن میں کئی یکتیاں دیں،جن میں ایک یکتی یہ تھی کہ بائبل اورقرآن کتھا کہانیاں ہیں۔

سوامی جی بنگال کے پرسدھ نیتاؤں سے ملتے ، وارتالاپ کرتے اور کچھ کے ساتھ شاستر ارتھ بھی کرتے رہے۔ان دنوں سوامی جی ایک کوپین (لنگوٹ) ہی پہنتے تھے اورشریر پر بھسم رماتے تھے ۔ یہاں بابوکیشو چندرسین جی کے کہنے پر ملنے والےلوگوں کےآنے پر وہ وستر دھارن کرنے لگے۔

کلکتہ میں سوامی جی کےتب کے وائسرائے سے بھینٹ ہوئی تھی۔جنوری سنہ 1873 کلکتہ استھت لارڈ بشپ چرچ آف انگلینڈ، سوامی جی کولے کر وائسرائے لارڈ نارتھ برک کے پاس گئے۔وارتالاپ دوبھاشیہ کے دوارا ہوا۔نارتھ برک نے گوسیوا سے سمبندھ انیک پرشنوں کےاتر بھی پائے۔

یہ وارتالاپ سوامی جی کے راج نیتک وچاروں کی دُھری پر کٹ کرتا ہے۔ عیسائی پادری سوامی جی کے مورتی پوجا کھنڈن اتیادی سے یہ سمجھ رہے تھے کہ سوامی جی

لارتھ نارتھ بُرک کو گائے کی اہمیت بتاتے ہوئے سوامی دیانند

ہندو جنتا کا وشواس پورانک دھرم سے ڈھیلا کر رہے ہیں۔ ان کا وچار تھا کہ اس پرکار ہندو لوگوں کا اپنے دھرم کرم سے وشواس اٹھ جائے گا اور وہ شیگھر ہی عیسائی دھرم کو سویکار کر لیں گے۔ اس کارن یتر تتر عیسائی پادری سوامی جی سے ملتے رہتے تھے۔ اسی سنبندھ میں بھارت استھت سب سے بڑے انگریز پادری سوامی جی کو وائسرائے ہند کے پاس لے کر گئے تھے۔ پرنتو وہاں وارتالاپ کا وشے دوسرا ہو گیا۔ سوامی جی نے تو عیسائی مت کی دھجیاں اڑا دیں۔

لارڈ نارتھ برک نے یہ گھٹنا اپنی ساپتاہک ڈائری میں پردھان منتری اور انگلینڈ کے سیکریٹری آف اسٹیٹ کو لکھی۔ اس میں وائسرائے نے یہ بھی لکھا کہ اس نے اس باغی فقیر کی کڑی نگرانی کے لئے گپت چر نیکت کرنے کا آدیش دے دیا ہے۔

وائسرائے کی ڈائری میں جو لکھا گیا، اس کا انوواد اس پرکار ہے،

''اوپچارک شِشٹا چار کے اپرانت وائسرائے نے سوامی جی سے پوچھا،''پنڈت دیانند! مجھے سوچنا ملی ہے کہ آپ دوارا دوسرے مت متانتروں ودھرموں کی کڑی آلوچنا ان دھرموں کے ماننے والوں کے من میں اکشوبھ اتپنّ کرتی ہے۔۔وشیش روپ میں مسلم اور عیسائی جنتا کے۔ کیا آپ اپنے شتروؤں سے کسی پرکار کا بھے انوبھو کرتے ہیں؟ ارتھات کیا آپ سرکار سے اپنی سرکشا کا کوئی پربندھ چاہتے ہیں؟''

سوامی دیانند نے اتر دیا،''مجھے اپنے وچاروں کا پرچار کرنے کی انگریزی راجیہ میں پوری سوتنترتا ہے۔ مجھے ویکتی گت روپ میں کسی پرکار کا خطرہ نہیں ہے۔''

''یدی ایسا ہی ہے تو کیا آپ اپنے دیش میں انگریزی شاسن دوارا اپلبدھ اپکاروں کا بھی ورنن کیا کریں گے؟ اور شاسن چلانے میں ہماری مدد کریں گے؟''

''یہ اسمبھو ہے۔ میں ہمیشہ انگریزی شاسن کے وناش کے بارے ہی سوچتا ہوں۔''

اب سوامی دیانند کھل کر عیسائی مت کا کھنڈن کرنے لگے۔اسی کے نمت وہ پٹنہ پہنچے، کیوں کہ وہاں ہندوؤں کو عیسائی بنایا جارہا تھا۔

ایک دن پٹنہ میں سوامی دیانند سرسوتی اپدیش دے رہے تھے۔ ان دن بھارت کے جنگی لاٹ لارڈ رانبرٹس بھی پدھارے ہوئے تھے۔جنگی لاٹ نے سوامی جی کو پرنام کر کے کہا،''سوامی جی، میرا وشواس ہے کہ فقیروں کی دعا بھگوان اوشیہ سنتا

جنگی لاٹ سے ملاقات کرتے ہوئے سوامی دیانند

ہے،اسلئے آپ دعا کریں کہ بھارت میں انگریزی راج ستھائی ہو۔‘‘

یہ بات سن کرسوامی جی کا چہرہ لال ہوگیااوروہ بولے،’’میں تو بھگوان سے صبح شام پرارتھنا کرتا ہوں کہ بھارت سے جلد ہی انگریزی شاسن سماپت ہوجائے ، کیوں کہ کوئی کتنا ہی اچھاشاسن کیوں نہ کرے، پرنتو جوسودیشی راجیہ ہوتا ہے، وہی سروو پری اوراتم ہوتا ہے۔‘‘

اس پر جنگی لاٹ کوبھی کرودھ آ گیا، وہ سوامی جی سے کہنے لگے،’’یدی میں تمہیں توپ کے سامنے بندھوا کر کہوں کہ ہمارے راجیہ کے لئے شبھ کامنا کرو،نہیں توتوپ سے اڑادئے جاؤگےتب کیا کروگے؟‘‘

پھرکیا تھا سوامی دیانند سرسوتی نے سنگھ گرجنا کی ، اور بولے،’’میں کہوں گامجھے توپ سے اڑادو، لاٹ صاحب! کوٹلیہ نے لکھا ہے’’نتوے واریسیہ داس بھاؤ:‘‘ ارتھات آریہ جاتی کوکبھی غلام نہیں بنایا جاسکتا، یہ سروتھا ستیہ ہے۔اس لئے تمہاراراج سماپت ہونا تو سونشچت ہے۔‘‘

جس دیش میں اتنے مہان سادھو ہوئے ہوں ، اس دیش کو بھلا کون غلام رکھ سکتا تھا!

پٹنہ میں اگلے دن کے بھاشن کے دوران ان کے اوپرکسی ورودھی نے سانپ پھینک دیا۔ سانپ کو پکڑ کر دور پھینکتے ہوئے دیانند بولے،’’آج سانپ پھینک رہے ہیں،کل پھولوں کی مالا بھی یہی لوگ پھینکیں گے۔‘‘

اورایسا ہی ہوا۔ جب دیانند نے سیکڑوں عیسائی بنے لوگوں کو پنہ ہندو بنایا تو

زہر دینے والے شخص کو معاف کرنا

پورے شہر میں ہاتھی پر بیٹھا کر دیانند کی شوبھا یاترا نکالی گئی ۔ اس سے انگریز سرکار تلملا اٹھی ۔ اس کے بعد دیانند انوپ شہر پہنچے تھا وہاں اپنے پروچنوں کی امرت ورشا کی ۔ یہاں ان کے ایک ورودھی نے پان میں وش دے کر مارنے کا شڑیتر رچا۔ دیانند نے نیولی کریا دوارا وش نکال دیا، لیکن یہ گھٹنا پورے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ۔ یہاں کے تحصیل دار سر سید احمد دیانند کے پرم بھکت بن گئے تھے، جب انہیں اس گھٹنا کا پتا چلا تا، انہوں نے اپرادھی کو گرفتار کرلیا اور اسے سوامی دیانند کے سامنے اپستھت کیا، ''بھگون! آپ کا اپرادھی آپ کے سامنے ہے، آپ کہیں تو اسے آپ کے مارنے کی چیشٹا میں مرتیو دنڈ دلوا دیا جائے یا آجنم قید میں ڈال دیا جائے۔''

''اسے چھوڑ د۔'' دیانند بولے، ''میں سنسار کو قید کرانے نہیں، قید سے مکت کرانے آیا ہوں۔''

دھرم پرچار کرتے ہوئے سوامی دیانند سرسوتی کرنواس پہنچے تو اس پورانک
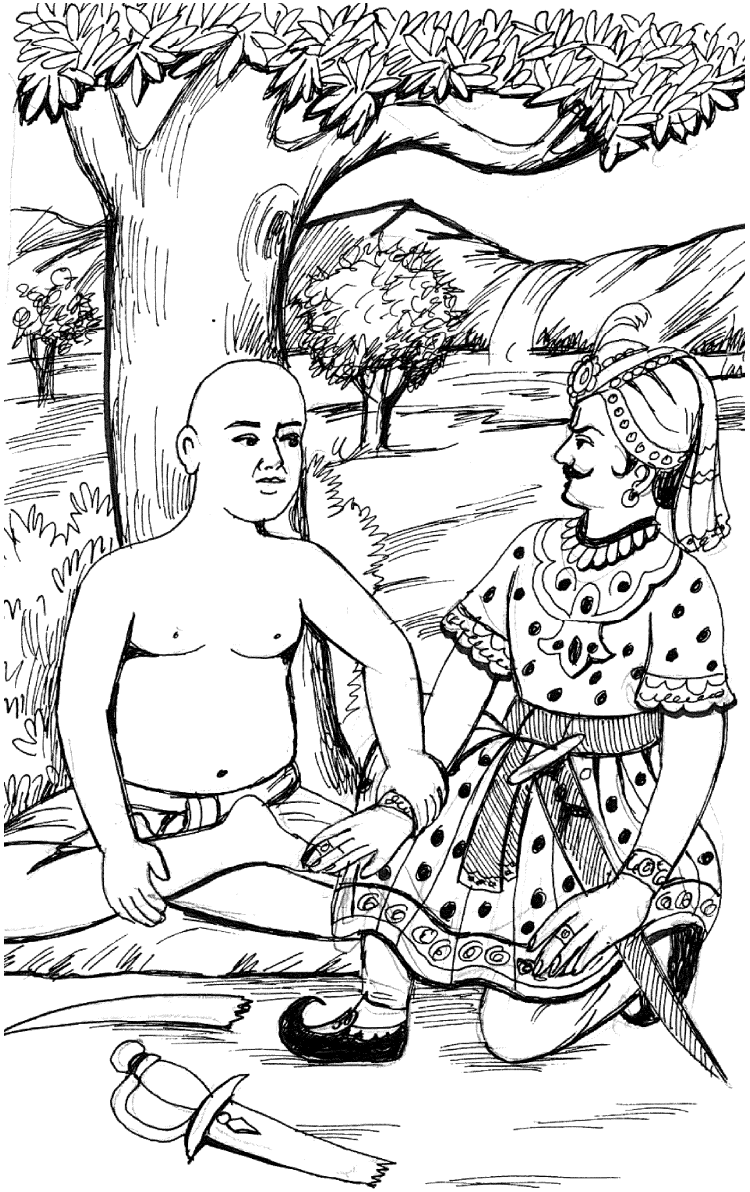
کرن سنگھ کو کرارا جواب

نگری میں کھلبلی مچ گئی۔ سوامی دیانند نے ایک سندر استھان پر اپنا آسن لگایا۔ لوگ ان کے درشن کرنے ایوم پروچن سننے آنے لگے۔ پاس ہی بریلی گاؤں تھا۔ وہاں سے ٹھاکر کرن سنگھ کو جب سوامی جی دوارا مورتی پوجا کھنڈن کا سماچار ملا تو بوکھلا گئے۔ اور دیانند کو مارنے کے لئے وہ ان کے پاس آ گئے، ''اے بابا! یہاں کیوں بیٹھے ہو؟''

''دھرتی میری ماتا ہے، اس لئے اس کی گود میں بیٹھنا میرا دھرم ہے۔''

''دھرتی تو کشتریوں کی ہے، اس لئے اٹھ کر چلتے بنو۔''

''کیوں؟''

''جہاں تم بیٹھے ہو، وہاں تو ہم بیٹھیں گے۔''

سوامی جی تھوڑا کھسک گئے اور اپنی چٹائی پر اس کو جگہ دی۔ ٹھاکر پوچھنے لگا، ''گنگا اسنان کو نہیں گئے؟''

''اسنان کرنے سے کیا ہوگا؟ مکتی تو بھلے کرموں سے ہی ہوگی۔ اس لئے جل میں اسنان کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔''

''اچھا رام لیلا دیکھو گے؟''

''اپنے بڑوں کا سوانگ رچ کر تم کشتریوں کو لجا نہیں آتی؟''

اس پر ٹھاکر کا اور کرودھ چڑھ آیا اور وہ اپنی تلوار نکال بیٹھا۔ سوامی جی نے اس کا ہاتھ اتنی زور سے پکڑا کہ تلوار بھومی پر گر گئی۔ سوامی جی نے تلوار اٹھا اس کے دو ٹکڑے کر ٹھاکر سے کہا، ''لو، لے جاؤ اس کھلونے کو اور طاقت ہی دکھانی ہے تو انگریزوں سے لڑو اور دیش کو آزاد کراؤ۔''

کرن سنگھ لجت سا چپ چاپ سبھا سے باہر نکل گیا۔ سبھا سدوں نے سوامی جی سے کہا، ''اس کی تھانے میں رپورٹ لکھوانی چاہئے۔''

پرنتو سوامی جی نے کہا،''وہ اپنے شاستر دھرم کو نبھا نہیں سکا۔ تو کیا ہم بھی اپنے سدھانتوں سے پتت ہو جائیں؟ یدی بدھی مان ہوگا تو اتنی سی بات سے ہی سمجھ جائے گا۔''

کرن سنگھ نے کچھ ہتھیاروں کو سوامی جی کی ہتّیا کے لئے بھیجا۔ پرنتو وہ سوامی جی کے ڈیل ڈول کو دیکھ کر ہی بھاگ گئے۔

وہاں سے سوامی جی سنیکت پرانت کی اور بڑھے۔ متھرا میں وپکشیوں نے ایک اور یکتی کھڑی کی۔ جانتے تھے سوامی جی کا بل برہم چریہ ہی کے کارن ہے، سوا سے بھنگ کرنے پر تل آئے۔

انہوں نے ایک ویشیا کو گہنے پہنا کر سوامی جی کے پاس بھیجا کہ ہو نہ ہو اس کا جادو چل جائے گا۔ سوامی جی سمادھی لگائے پرماتما کا چنتن کر رہے تھے۔ چہرے سے یوگ کا تیج برس رہا تھا۔ ویشیا ایک بار تو ڈر کر باہر نکل گئی۔ دھورتوں نے کچھ لوبھ چڑھا کر، کچھ ڈر دکھا کر بھیجا۔ ویشیا پھر گئی تو سوامی جی کی پوتر چھوی پر ایسی مگدھ ہوئی کہ گہنے اتار کر رونے لگی۔ سوامی جی کی سمادھی کھلی تو حیران ہوئے، ''ماتا شری آپ؟''

اب ویشیا، ویشیا نہ رہی تھی۔ شری کے پاؤں پر گری اور اپنا اپرادھ سنا کر شما مانگنے لگی، ''پربھو، مجھے معاف کریں۔''

''ماتا کو پتر سے شما مانگنا شوبھا نہیں دیتا۔''

سنہ 1877ء میں لارڈلٹن نے دلی میں دربار کیا، سب پرانتوں کے گورنر تتھا انگریز اور دیسی راجا مہاراجا ایوم سروسا دھارن گن پدھارے۔ سوامی جی کو پرچار کی دھن تھی۔ ایسا بڑا اوسر ہاتھ سے جائے، یہ اسمبھو تھا! جہاں راجا مہاراجاؤں کے شور تھے، وہیں دیانند سرسوتی کا بھی ڈیرا وڈمان تھا۔ اس کی خوب دھوم تھی۔ سوامی جی نے وہاں اپدیشوں کی جھڑی لگادی اور کئی راجا مہاراجا تتھا جن نیتاؤں نے درشن کئے اور اپدیشوں کا امرت پان کیا۔

چاند پور میں بحث و مباحثہ

سوامی جی نے مسلمانوں کے نیتا سرسید احمد خاں، برہموسماج کے کیشو چندرسین، نوین چندررائے اور ہریش چندر چنتامنی تتھا ہندوؤں میں کنہیا لال الکھدھاری اور منشی اندرمنی، ان سب کو اپنے ڈیرے پر بلایا اور کہا، ''الگ الگ کام کرنے سے کیا بنتا ہے؟ آؤ گیان پر آدھارت ویدک دھرم کو مان کر ایک ساتھ کام کریں'' پرنتو شوک ہے کہ یہ مہاشے اپنے الگ الگ متوں میں ہی رہے اور ایک نہ ہو سکے۔ یہ سب مہاشے دوسرے متوں کے تھے، پرنتو سوامی جی کا ان پر ایسا پربھاؤ پڑا کہ مرتے دم تک شری کے بھکت بنے رہے۔

اس کے پشچات کئی سجنوں نے چاندپور گرام میں میلا کیا اور مسلمانوں کی اور سے مولانا محمد قاسم، عیسائیوں کے اور سے پادری نوبل، اور ویدک دھرمیوں کی اور سے سوامی جی نے سمواد کیا۔ تینوں کے ہستا کشروں سے وہاں کا سارا سمواد چھپ گیا۔ اسے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ ویدک سدھانتوں کے آگے کسی اور مت کی نہیں چل سکتی۔

سمواد میں سب نے ویدک دھرم کو ہی سب سے مہان دھرم سویکارا۔ اس کے بعد سوامی جی پنچ ندیوں کے پردیش پنجاب کی اور دھرم پرچار کرتے ہوئے نکل پڑے۔ پنجاب کے امرتسر میں ایک دن ویاکھیان ہو رہا تھا کہ وپکشی بیچ میں آکودے۔ انہیں مان پوروک بٹھایا گیا۔ ان کے ساتھ غنڈوں کی سینا تھی۔ تھوڑی دیر چپ رہے، پھر سبھا میں کھلبلی ڈالنے کو اینٹ پتھر پھینکنے لگے۔ سوامی جی کو تو ایک بھی اینٹ نہ لگی، پرنتو اور کئی بھلے مانسوں کو چوٹ آئی۔ سوامی جی نے سب کو دھیرج دیتے ہوئے کہا،

سوامی دیانند پر اینٹوں کی برسات

’’آج جہاں ہمارے بھائیوں پر پتھر برستے ہیں، وہاں کس دن پھول برسیں گے۔‘‘

سوامی جی نے ماتھا رومال سے پوچھ لیا اور شانتی سے اپدیش دیتے رہے۔

ایک دن سکھ واسی لال سادھو مہرشی کے لئے کڑھی اور بھات بنا کر لائے اورانہوں نے اسے کھایا۔ اس پر براہمنوں نے کہا کہ آپ بھرشٹ ہوگئے، جو سادھو کے گھر کا بھوجن کھالیا۔ مہرشی نے اتر دیا کہ بھوجن دو پرکار سے بھرشٹ ہوتے ہیں، ایک تو یدی کسی کو دکھ دے کر دھن پراپت کیا جائے اوراس سے انیہ آدمی کرے کر کے بھوجن بنایا جائے ۔ دوسرے بھوجن گندا ہو یااس میں کوئی وستو گر جائے ۔ سادھو لوگوں کا پرشرم کا پیسہ ہے۔ان سے پراپت کیا ہوا بھوجن اتم ہے۔

اسی کرم میں نمنترن پر وہ علی گڑھ پہنچے ۔ وہاں ایک دن سرسید احمد مہرشی دیانند سے ملنے گئے اور کہنے لگے، ’’مہاراج، آپ کی انیہ باتیں تو یکتی سنگت ہیں، پرنتو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ تھوڑی سی ہون سے وایو کا سدھار کیسے ہوتا ہے؟‘‘

مہرشی نے کہا، ’’جیسے تھوڑے سے بگھار سے ساری دال سُگندھت ہو جاتی ہے اور دور تک سگندھ جاتی ہے، ویسی ہی ہون میں ڈالی ہوئی سامگری چھنّ بھنّ ہو وایو میں پھیل کر اس کا سدھار کر دیتی ہے۔‘‘ اس سے ان کا سنشے دور ہو گیا۔

سوامی جی وہاں سے فرخ آباد گئے ۔ وہاں لالہ جگن ناتھ نے مہرشی دیانند سے پوچھا، ’’کرپا کر کے بتلایئے کہ منشیہ کا کیا کرتویہ ہے؟‘‘

مہرشی نے کہا، ’’منشیہ کا کرتویہ ایشوری آگیاؤں کے پالن، ارتھات ویدوں کا آچرن، دھرم کے دس لکشوں پر چلنے اور ادھرم تیاگ سے ہوسکتا ہے۔‘‘

دھرم پرچار کرتے ہوئے وہ پریاگ پہنچے۔ پریاگ میں مہرشی کے پاس نانا پرکار کے تلک دھاری لوگ بیٹھے تھے اور مہرشی انہیں کہہ رہتے تھے، ''مستک کا شرنگار کرنے کی اپیکشا ایشور اپاسنا دوارا آتم شرنگار کیا کرو۔ ایسا تلک لگانے سے تمہارا کیا پریوجن ہے؟ آڈمبر رچنا مہاتماؤں کا کام نہیں ہے۔ شوک، تلک آدی چنھ بنانے میں لوگوں کی روچی ہے، تتھا یوگا بھیاس میں نہیں۔ مورکھوں! جتنے سمے میں تم یہ تلک لگاتے رہے، اتنے سمے میں گایتری کیوں نہ جپ لو!''

ایک دن کا ورنن ہے کہ چھانل نواسی ٹھاکر ادھونگھ اپنے پتا اور ٹھاکر بھوپال سنگھ کے ساتھ مہرشی کے درشن کرنے کے لئے پریاگ آئے۔ اس دن ادھوسنگھ جی کے وستر نئے ڈھنگ کے تھے اور سب کے سب ولایتی کپڑے کے بنے تھے۔ مہرشی نے اتی پیار سے کہا، ''ادھو، دیکھو تمہارے پتا کیسے موٹے، سادے اور اپنے دیش کے کپڑے سے بنے وستر پہنتے ہیں! ان کا جاتی برادری میں کتنا ادھک سمان ہے۔ کیا تم اس ودیشی کپڑوں سے بنے نئے ویش سے وبھوشت ہوکر اپنے پتا سے ادھک اچھے ہوگئے ہو؟ ادھو، اپنے ہی دیش کے وستر ویش کو اپنانے میں شوبھا ہے۔''

مہرشی کا یہ اپدیش ادھوسنگھ کے ہردے میں گھر کر گیا اور گھر پہنچتے ہی انہوں نے ودیشی وستروں کو اتار پھینکا۔

بھڑوچ میں مہرشی دیانند کے ساتھ پنڈت کرشنا رام بھی رہتے تھے۔ ایک دن پنڈت جی کو جور ہوگیا۔ مہرشی سویم ان کا سر دبانے لگے۔ پنڈت جی نے کہا، ''مہاراج! آپ کیا کرتے ہیں؟ میں آپ سے کیسے سیوا کرا سکتا ہوں؟''

مہرشی بولے ،''اس میں کوئی ہانی نہیں ہے ۔ دوسروں کی سیوا کرنا منشیہ کا دھرم ہے ۔ یدی بڑے چھوٹوں کی سیوا نہ کریں گے ، تو چھوٹوں میں سیوا کا بھاؤ کیسے ہوگا ؟''

بمبئ میں سوامی جی نے آریہ سماج کی استھاپنا کی تھی ۔ وہاں وہ کئی بار گئے ۔ ایک بار بمبئ میں مہرشی دیانند جس استھان پر ٹھہرے تھے ، وہاں ان کے لئے اوران کے کرم چاریوں کے لئے بھوجن بنتا تھا۔ مہرشی اس بات کا بہت دھیان رکھتے تھے کہ رسوئی میں جو پدارتھ بنے ، وہ سب کرم چاریوں کو مل جائیں ۔ اس لئے سویم بھوجن کے سمے رسوئی چلے جاتے تھے ۔ رسوئی میں سب وستوئیں تول کر دی جاتی تھیں ، تا کہ آوشیک سے ادھک بھوجن نہ بنے ۔ ایک دن ایک کرم چاری نے مہاراج سے کہا ، ''سب آپ کو کرپن سمجھیں گے ۔''

انہوں نے کہا ،'' مجھے اس کی چنتا نہیں ۔ میتاہار اور متویہ درگن نہیں ، سدگن ہیں ۔''

بمبئ میں ہی ایک دن مہرشی دیانند اکشور (حجامت) کرا رہے تھے ۔ ایک سجن نے آ کر کہا ،''سنیاسیوں کا دھرم تو تیاگ ہے ، آپ دیہہ بھوشا میں کیوں لگے ہیں؟''

مہرشی نے ہنستے ہوئے جواب دیا ،''یدی بال بڑھانے میں ہی تیاگ ہے ، تو ریچھ سب سے بڑا تیاگی ہے ۔'' یہ کہہ کر اسے اپدیش دیا کہ رکشا کے لئے سنورنا پاپ نہیں ہے ۔ جو پرش پرو پکاری ہیں ، انہیں اپنے دیہہ کی رکشا کرنا اور بھی آوشیک

ہے، تاکہ وہ شبھ کاریہ اچھی پرکار کر سکیں۔

بمبئی میں ایک پنڈت نے مہرشی دیانند سے کہا، ''سنا ہے، آپ دھن لے لیتے ہیں۔ اور شاستر میں لکھا ہے کہ یتیوں کو سورن نہ دیں۔''

مہرشی نے کہا، ''سورن نہیں تو کیا آپ کی سمتی میں رتن آدی لینے چاہئے؟''

اسے سمجھایا، ''یتیوں کے لئے دھن سنگرہ کرنے کا نشیدھ ہے۔ پروپکار میں خرچ کرنے کے لئے دھن لینا پاپ نہیں۔ ہم بھی جب تک کوپین لگا کر گنگا گھاٹ پر گھومتے تھے تو کسی سے کچھ نہ لیتے تھے، کنتو جب سے ہم نے پروپکار کے کاریوں میں بھاگ لینا آرمبھ کیا ہے، ہمیں ان کاریوں کے لئے دھن لینا پڑتا ہے۔ جیسے کنویں کی مٹی کنویں میں لگ جاتی ہے، ایسے ہی ہم بھی جو دھن جن سے لیتے ہیں، وہ انہیں کے ہتکر کاریوں میں لگا دیتے ہیں۔''

ممبئی میں سوامی جی بھکتوں کے کہنے پر ایک بار سنیکت پرانت میں پرچار کرنے کے لئے پنہ آئے۔ اس کرم میں ایک دن ساہو شیام سندر نے، جو مراد آباد کے رئیس تھے، پرنتو ویشیا گمن آدی ویسنوں میں گرست تھے، سوامی دیانند سے پرارتھنا کی، ''مہاراج آپ میرے گھر پر چل کر بھوجن کیجئے۔'' مہرشی نے اس پرارتھنا کو سویکار کیا۔ پرنتو اسی سمے جب ایک دوسرے سجن نے یہی پرارتھنا کی تو اسے سویکار کر لیا۔ ساہو شیام سندر نے مہرشی کو نمنترن دیا تو اس سمے تو مہاراج چپ رہے، کنتو ویاکھیان میں اس گھٹنا کا ذکر کر کے اور ساہو صاحب کو سمبھودت کر کے کہا کہ جب تو کو کرم نہ چھوڑے گا، ہم تیرے گھر پر جا کر بھوجن نہ کریں گے۔

اس کے بعد وہ اندر پرستھ آ گئے۔ مہرشی دیانند دلی میں تھے تو پنجاب کے برہما سماجیوں تتھا انیہ لوگوں نے انہیں لاہور پدھارنے کی پرارتھنا کی ۔ مہرشی لاہور پہنچے۔ ویاکھیان آرمبھ ہوئے۔ برہما سماجی گھبرا گئے اور سوامی جی سے رُشٹ ہو گئے۔ جب مورتی پوجا کا کھنڈن ہوا تو دوسرے لوگ بھی ناراض ہو گئے۔

ایک دن پنڈت بن پھول نے ان سے کہا،'' آپ مورتی پوجا کا کھنڈن نہ کریں تو ہندو آپ سے اپرسنّ نہ ہوں اور مہاراج جموں کشمیر آپ سے بہت پرسنّ ہوں گے۔''

''مہاراج جموں کشمیر کو پرسنّ کروں ، اتھوا ایشور کی آ گیا پالن کروں، جو ویدوں میں انکت ہے؟'' مہرشی نے کہا۔

دھرم پرچار کرتے ہوئے وہاں سے سوامی جی کچھ دھرم نشٹھ سکھ بندھوؤں کے نمنترن پر امرتسر پہنچے۔

امرتسر میں ایک بال پاٹھ شالا کے ادھیاپک نے ایک دن اپنے چھاتروں سے کہا، ''آج مہرشی دیانند کی کتھا میں چلیں گے۔ تم اپنی جھولیوں میں اینٹ، روڑے اور کنکر بھر کر میرے ساتھ چلنا اور جب میں سنکیت کروں تو تم کتھا کہنے والوں پر اینٹ، روڑے اور کنکر پھینک دینا۔ میں تمہیں لڈو دوں گا؟''

ابودھ بالکوں نے اپنی جھولیاں بھر لیں اور ادھیاپک کے ساتھ چل پڑے۔ ویاکھیان راتری کے آٹھ بجے سماپت ہوا کرتا تھا۔ جب کچھ کچھ اندھیرا ہو گیا تو ادھیاپک کا سنکیت پا کر بالکوں نے کنکر و روڑے برسانے شروع کر دئے۔ لیکن

کچھ بھکت اتیجت ہوا ٹھے اور چھاتروں کو پکڑ کر پیٹنے کے لئے اٹھے تو چھاتر بھاگ کھڑے ہوئے۔ بھکتوں کو کسی طرح مہرشی نے شانت کر دیا۔ لیکن جب پولس کچھ بالکوں کو پکڑ کر ان کے سامنے لائی تو بالک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ مہرشی نے انہیں ڈھاڑس بندھا کر انسے ایسا کاریہ کرنے کا کارن پوچھا تو انہوں نے سارا ورتّانت سچ سچ کہہ دیا۔ تب مہرشی نے بازار سے لڈو منگوا کر بالکوں کو دئے اور کہا کہ تمہارا ادھیاپک شاید تمہیں لڈو نہ دے، اس لئے میں دے دیتا ہوں۔

ایک دن دوراجیہ کرم چاری مہرشی دیانند سے ملے اور کہنے لگے کہ کھنڈن میں کیا دھرا ہے، اس سے لوگ اتیجت ہوتے ہیں۔ ہم تو اسی کرم کو اچھا سمجھتے ہیں کہ جس میں اپنا بھلا ہو۔ پرہت چنتن اور پروپکار تو ڈھکوسلا ہے۔

مہرشی نے جواب دیا، ''اپنی بھلائی کا کام تو گدھے اور انیہ پشو پکشی بھی کرتے ہیں، منشیہ کی منشیتا تو اس میں ہے کہ دوسروں کا اپکار کرے۔''

گجرانوالا میں ایک دن مہرشی دیانند نے اپنے ویاکھیان میں کہا، ''سردار ہری سنگھ نلوا بڑا شورویر تھا۔ کارن سمبھوتہ یہی تھا کہ 26-25 ورش تک اس کا برہمچریہ اکھنڈت رہا۔ میں درڑھتا پروک کہتا ہوں کہ کسی کو اپنے بل کا گھمنڈ ہو تو میں اس کے ہاتھ پکڑے لیتا ہوں۔ وہ چھڑا لیوے۔ اتھوا میں ہاتھ کھڑا کرتا ہوں، اسے جھکا دیوے۔''

اس سمے لگ بھگ 500 سو کی اپستھت ہوگی، جس میں کئی پہلوان بھی تھے۔ پرنتو کسی کو مہرشی کے آواہن کو سویکار کرنے کا ساہس نہ ہوا۔

ایک دن کسی نے مہرشی دیانند سے شنکا کی،''اس کا کیا کارن ہے کہ لوگ ناچ رنگ کو ساری رات جاگ کر دیکھتے ہیں، پرنتو دھرمو پدیش میں سو جاتے ہیں۔''

مہرشی نے کہا،''اس میں اتیجنا ہوتی ہے، اتہ نیند نہیں آتی ہے اور اس میں شانتی ملتی ہے، پھر وہ سوئیں نہ تو کیا کریں؟''

پنڈت پوہلورام مہرشی دیانند کے ایک بڑے بھکت تھے۔ ایک دن امرتسر میں انہوں نے نراشا بھاؤں میں مہرشی سے کہا،''آریہ سماجیوں کی سنکھیا بہت تھوڑی ہے۔ اتنے تھوڑے منشیّوں سے کیا بنے گا؟''

مہرشی نے انہیں ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا،'' آپ تو بہت ہیں، سہستروں کو اپنا ساتھی بنا سکتے ہیں۔ میں نے جب کاریہ پرارمبھ کیا تھا تو میں اکیلا ہی تھا۔ آج پرمیشور کی کرپا سے میرے ہزاروں ساتھی ہیں۔ یدی بال شاستری اور وِشُدّھا دانند میرا ساتھ دیتے تو ہم تینوں سنسار کو جیت لیتے، پرنتو شوک ہے کہ وہ میرے بھاؤوں کو جانے بنا ہی مجھ سے ورودھ کرنے لگے۔''

پنڈت گوری شنکر جیوتشی ایک دن مہرشی دیانند کی سیوا میں آئے اور کچھ وارتالاپ کرنا چاہا۔ مہرشی دیانند نے ان کے آنے کا کارن پوچھا تو انہوں نے کہا،'' میں جیوتشی ہوں۔ کچھ پراپتی کی لالسا سے آیا ہوں۔''

مہرشی دیانند سرسوتی نے کہا،''یدی آپ کے جیوتش نے یہ بتلایا ہے کہ آپ کو آپ کو پراپتی ہوگی تو یہ متھیا ہے، کیوں کہ میں آپ کو کچھ نہیں دونگا۔ اور یدی یہ بتلایا ہے کہ پراپتی نہ ہوگی تو آپ نے ویرتھ پرشرم کیا ہے۔''

سوامی جی ایک شہر سے دوسرے شہر میں پرچار ابھیان بڑی تیزی کے ساتھ چلا رہے تھے۔ اسی کرم میں جالندھر میں سردار وکرم سنگھ نے سوامی جی سے کہا، ''سنا ہے، برہمچاری بہت بلوان ہوتا ہے۔''

''ہاں، شاستروں میں بھی لکھا ہے اور بات بھی ٹھیک ہے۔''

''اس کا پرمان؟''

سوامی جی چپ رہے۔

لیکن جب سردار بگھی پر چڑھ کر جانے لگے۔ سائیس نے اپنا سارا زور لگالیا، پر گھوڑے آگے کو ہلتے ہی نہ تھے۔ پیچھے دیکھا تو سوامی جی نے پہیا پکڑ رکھا تھا۔ سوامی جی نے بگھی چھوڑ دی اور کہا، ''لیجئے برہمچریہ کا پرمان!'' سردار نیچے اتر کر سوامی جی کے چرنوں میں گر پڑا۔
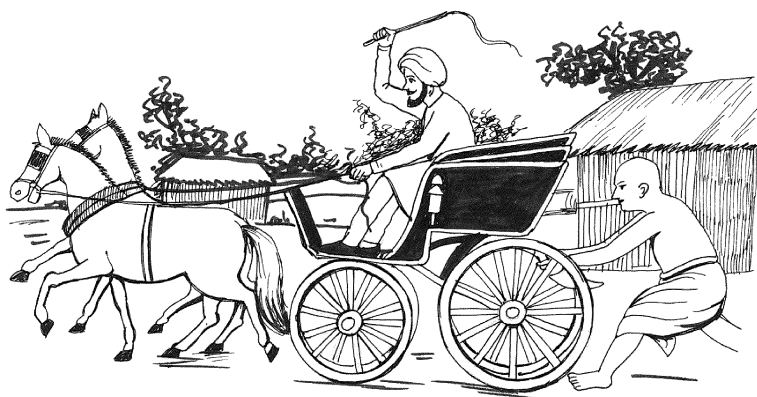
برہم چریا کا انوکھا نظارہ

سوامی دیانند جہاں پُرانوں کے دوش دکھاتے تھے، وہاں انجیل تھا قرآن کا بھی کھنڈن کرتے تھے ۔ امرتسر میں انہوں نے عیسائی مت کے دوش دکھائے تو پادریوں نے کھڑگ سنگھ کو بلایا کہ سوامی جی کے آکشیپوں کا جواب دے ۔ کھڑگ سنگھ بارہ ورش سے عیسائی ہو چکا تھا اورعیسائی مت کا پرسدھ پرچارک تھا۔ امرتسر آتے ہی کھڑگ سنگھ سیدھا سوامی جی کے استھان پر پہنچا اور جھٹ آریہ ہو گیا، ''دیانند سے میں کیسے بھڑ سکتا ہوں ، یہ تو مسیحا ہے۔'' وہ عیسائیوں سے پھر ملا ہی نہیں۔ پادری منھ تاکتے رہے۔

رڑکی میں سوامی دیانند کے ویاکھیان میں ایک مذہبی سکھ آبیٹھا۔ مذہبی سکھ وہ ہوتے ہیں جو اپنے ہاتھ سے پشوؤں کو مارتے ہیں۔ وہ لوگ اشدھ سمجھے جاتے ہیں۔ کسی نے اس سے گھرنا کر اسے پہلے استھان سے اٹھا دیا۔ وہ کسی دوسرے استھان پر جا بیٹھا۔ یہاں پھر کسی نے اٹھا دینا چاہا۔اس پر سوامی جی نے روکا اور کہا، ''بیٹھنے دو، دھرم کی بات ہے، اسے سب سن سکتے ہیں۔ جیسے وایو سب کی ہے، ویسے وید بھی سب کا ہے۔ جیسے سوریہ کی جیوتی سب کی ہے، ویسے ہی وید بھی سب کا ہے۔ وید سے سب کا کلیان ہونے دو۔''

سنہ 1935 ویں میں پھر ہریدوار میں کنبھ کا میلا ہوا ۔ سوامی جی نے پھر وہاں اپنا ڈیرا لگایا۔ ویدوں کا ناد گونج اٹھا۔ یہاں سوامی جی نے ناگا سادھوؤں کی بہت آلوچنا کی، کیوں کہ وہ ننگے رہتے ہیں۔ آلوچنا سے کرودھت ہو کر دو ناگے سوامی جی کے استھان پر آئے اور سوامی جی کو گالیاں دینے لگے، ''او دیانند! کیا ہے رے

تو؟'' سوامی جی ہنسے اورانہیں بڑے پریم سے اپنے پاس بلایا، ''آؤبھکتوں ۔''
دوسرے دن وہ بھکتی سے آئے اورشکشالی ۔تب سے وہ کپڑے پہننے لگے اورانہوں
نے مالا آدی توڑ دی۔

اگلے دن صبح سویرے سوامی جی گنگا کے پانی میں لیٹے ہوے تھے ۔ان کا
آدھا شریرگنگا میں تھا اورآدھا باہر ریت پر۔

کچھ لوگوں نے دیکھا کہ ایک مگرمچھ تیزی کے ساتھ سوامی جی کے اور
بڑھا آرہا تھا، توانہوں نے سوامی جی کو سچیت کیا، ''سوامی جی مگرمچھ آپ کی اورہی
بڑھا آرہاہے۔جان بچانی ہےتو پانی سے نکل بھاگو۔''

''ہمیں پرمیشور کے سوائے کسی سے بھے نہیں''،سوامی جی نے کہا،''جب
ہم ہی کسی کا اہت نہیں کرتے تو پھر ہمارا اہت کون کرے گا۔''

''لیکن پشوؤں میں اتنا گیان نہیں ہوتا کہ وہ ہت اوراہت پر
وچارکریں۔'' ''اوشیہ ہوتا ہے'' دیانند نے کہا،''پرماتما نے انہیں بھی بدھی دی ہے۔''

اورسوامی دیانندسرسوتی اسی طرح پانی میں لیٹے رہے ۔مگرمچھ ان کے
پاس سے نکل گیا،لیکن انہیں کچھ نہ کہا۔لوگ یہ گھٹنا دیکھ کرسوامی جی کو دِوّیہ پرش سمجھنے
لگے تھے۔

ہریدوار سے وہ بریلی پہنچے ۔وہاں بھاشن دیتے ہوئے سوامی جی نے کہا،
''مہاتما،عیسیٰ کی ماں کنواری نہ تھی ۔جس کے بیٹا ہوا وہ کنواری کیسے رہی؟'' کمشنر
مہودے بھاشن میں آئے تھے، وہ عیسائی تھے، انہیں یہ سچ بات بری لگی ۔سوامی جی

مگرمچھ سے بھی ڈر نہیں

کیچڑ سے گاڑی نکالتے ہوئے سوامی دیانند

خزانچی کی کوٹھی پر اترے تھے۔

کمشنر نے خزانچی سے کہا، ''سوامی جی کو سمجھائیں۔'' خزانچی سوامی جی کے پاس اس کام کے لئے آتے ہوئے ہی ڈرتا تھا۔ انت میں انہوں نے سوامی جی سے بڑی نمرتا پوروک یہ بات کہی، پر سوامی جی تاڑ گئے کہ کمشنر نے کل کی بات کا بڑا مانا ہے۔

دوسرے دن پھر ویاکھیان میں کمشنر مہاشے آئے۔

سوامی جی نے للکار کر کہا، ''کوئی روٹھے چاہے مانے، مجھے ستیہ کہنا ہے۔ راؤ سے بھی ستیہ کہنا ہے، رنک سے بھی ستیہ۔ پہلے مجھے نشچے کرا دو کہ کوئی میری آتما کو مار سکتا ہے۔ پھر میں سوچوں گا کہ کیا سچ کو چھپاؤں؟''

اب انتم بار دیانند جی کاشی گئے ،تو ایک دن سیر سے لوٹتے ہوئے ایک گاڑی دیکھی جو کیچڑ میں دھنس گئی تھی ۔ بیل بھی وہیں پھنسے کھڑے تھے ۔ گاڑی والا بیلوں پر ڈنڈے برسا رہا تھا، پر بیل ہلنے میں ہی نہیں آتے تھے ۔سوامی جی کو بڑا دکھ ہوا،''ہے پربھو! گو پتروں پر ایسا قہر......۔'' وہ سویم کیچڑ میں اترے ۔سوامی جی نے سویم گاڑی کو کھینچ جھٹ کیچڑ سے باہر کیا۔

راجپوتانہ میں سوامی جی نے راجاؤں و پرجا کو دھرم کی شکشا دی۔اب وہاں وہ اس پریوجن سے پہنچے کہ وہاں کے راجاؤں کو آریہ بنائیں گے تاکہ دیش کو آزاد کیا جاسکے۔ ادے پور، جودھ پور آدی ریاست کے راجا آپ کے ششیہ بن گئے اور جیسے آگیہ پائی ، ویسا ہی آچرن کرنے لگے۔سوامی جی ان کے اشٹ دیو بن گئے ۔ ادے پور کے راجا نے ایک بار اکیلے میں ونتی کی ،''سوامی! میرا راج مہادیو کے ادھین ہے ۔ یدی آپ مورتی پوجا کا کھنڈن چھوڑ یہاں کے مہنت بن جائیں ،تو کئی لاکھ کی جاگیر اس مندر کے ساتھ ہے، وہ آپ کی ہوگی اور راجیہ کے بھی دھارمک ادھی راج آپ ہوں گے ۔'' سوامی جی چپکے چپکے سنتے رہے ۔ جب راجا کی بات سماپت ہوئی تو منہ لال ہوگیا۔ کرودھ میں آکر کہا،''راجن، تجھے راجا ہونے کا ابھیمان ہے؟ تیری ریاست سے میں ایک دوڑ میں پار ہوسکتا ہوں ، پھر تو میرا کیا کرے گا؟ میں پرماتما کے راجیہ کو کیسے چھوڑوں؟ جو سب جگہ ہے،اس کی آگیہ مانوں یا تیری!''

راجا یہ کھری بات سن کر چپ تھا۔ بولا،''میں نے تو پرکھنے کو بات بنائی تھی ۔ پر آپ دھنیہ ہیں! آپ کو نہ لوبھ گرا سکتا ہے، نہ بھے۔''

کوی شیامل داس نے باتوں باتوں میں کہا، ''سوامی جی! آپ نے کتنا اپکار کیا۔ جی چاہتا ہے پراتہ سانجھ آپ کا درشن کریں۔ آپ کہیں چلے جاتے ہیں، تو آپ کے سیوک آپ کی موہنی چھوی کو ترستے ہیں۔ آپ کا سمارک ہونا چاہئے، ارتھات مورتی بنائی جائے۔ اس سے جہاں آپ کے بھکت درشن پائیں گے، وہاں پر جا کوئی پرکار کی شکشا ملی گی۔''

دیانند نے اتر دیا، ''نہیں، مرنے کے پیچھے میری بھسم کو بھی کسی کھیت میں ڈالنا، تاکہ کھاد کے کام آئے۔ ان سمارکوں سے ہی مورتی پوجا چلی ہے۔ میری مورتی بنا کر اسے بھی پجوانا ہے کیا؟''

رشی نروان

جودھپور جاتے ہوئے کسے نے شری سے کہا، ''سوامی جی ! یہ گنواروں کا دیش ہے ۔لوگ سمجھیں گے کچھ نہیں اور مفت میں پران لے لیں گے ۔'' سوامی جی نے اتر دیا، ''گنواروں کو سمجھانا ہی تو میرا امکھیہ کام ہے ۔تم کہتے ہو، وہ مار ڈالیں گے۔ یدی وہ مجھے جیتے ہوئے کی ایک ایک انگلی کو کاٹ لیں تو میرا جیون سپھل ہوگا۔''

پالکی میں بیٹھی رنڈی کو پھٹکار

سویم راجا نے سوامی جی کو راج محل میں بلایا تھا۔ سوامی جی وہاں گئے تو ہو ششیہ بن گیا اوران سے راج دھرم کی شکشا لینے لگا۔ دھیرے دھیرے اس کا آچار بھی سدھرنے لگا۔ اور وہ راشٹریہ ہت میں سوچنے لگے ۔سوامی جی نے سنا کہ راجا نے ایک ویشیا ننھی جان رکھی ہوئی ہے ۔ایک دن دربار میں ویشیا ننھی جان کی پالکی دکھ گئی ۔سوامی جی سے نہ رہا گیا۔ انہوں نے سپشٹ کہا کہ، ''شیر کے لئے کتیا کا سنگ بہت برا ہے۔''

راجا پر تو اس ڈانٹ ڈپٹ کا پر بھاؤ اچھا پڑا، وہ ویشیا سے وِمکھ ہو گیا،

زہر کا اثر بڑھتا ہی گیا

پرویشیا جھٹ سوامی جی کی بیرن ہوگئی۔ اس نے کئی راج منتریوں کو اپنی طرف گانٹھا اور ایک شترومنڈلی سی بنالی۔ اس کی صلاح ہوئی کہ سوامی جی کو وش دیا جائے۔ سوامی جی کے رسوئیے جگنناتھ کو پانچ سو روپیہ دے کر اس سے دودھ میں کانچ اور پارا ملا ہوا وش دلوایا گیا۔ سوامی جی کو وش چڑھ گیا اور وہ روگی ہو گئے۔ در بھاگیہ یہ تھا کہ جو ڈاکٹر

جان دینے والے کو معافی دینا

اوشدھی دینے کو آیا، وہ بھی اسی شترومنڈلی سے ملا ہوا تھا۔سوامی جی کا حال دنوں دن بگڑتا چلا گیا۔دن میں بیسیوں دست آتے تھے۔شریر دربل ہوگیا۔پھوڑوں سے شریر کروپ ہوگیا۔شن شن میں مورچھا آنے لگی ۔ پیٹ سے لیکر مکھ تک شریر کے بھیتر اور باہر سارے شریر پر چھالے ہو گئے ۔ نہ بولا جاتا تھا، نہ سانس ہی لیا جاتا تھا، بھینکر درد کا کچھ ٹھکانہ ہی نہ تھا۔چکتسک اچمبھے میں تھے، یہ جی کس طرح رہے ہیں۔

سوامی مہینہ بھر سے کچھ اوپر اس حالت میں رہے، پر ہائے تک نہیں کی۔ چپ چاپ سب سہہ گئے۔ جودھپور سے آبو آئے تو پالکی پر، وہاں سے اجمیر گئے تو پالکی پر۔ اجمیر میں دیپاولی کے دن حجامت کرائی، شریر صاف کرایا۔ اس دن ایک شن سوامی جی کو اکیلا دیکھ رسوئیا ان کے چرنوں میں گر پڑا، ''پربھو، شما کریں، میں نے ہی وش دیا ہے۔'' جگننا تھ نے ان کے سامنے اپنا اپرادھ مانا اور پاؤں پر گرکر پرارتھنا کی، ''شما کیجئے۔ مارا میں جاؤں گا ہی۔ یدی آپ شما کر دیں، تو سنتوش میں مروں گا۔''

سوامی جی نے اسے اٹھا کر اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا اور پانچ سو روپئے دیکر کہا، ''لے، نیپال دیش بھاگ جا۔ وہاں تجھے کوئی نہ پکڑے گا۔ میرا مرنا نشچت ہے۔ سو کسی کو شنکا نہ ہوگی۔'' اٹھ کر پرارتھنا کی۔ کچھ دیر وید منتروں کا پاٹھ کرتے رہے۔ انت میں کہا، ''ہے ایشور! تو نے اچھی لیلا کی۔ ایشور! تیری اچھا پورن ہو'' اور پران چھوڑ دئے۔ اس سمے مہرشی دیانند سرسوتی کی آیو 59 ورش کی تھی۔

———— — ————

سوامی دیانند کی اچھی باتیں

دھرم اور اَدھرم :۔ جو بلا ردرعایت انصاف کا رویہ اور راست گوئی وغیرہ سے موصوف (یعنی) ایشور کے احکام ویدوں کے خلاف نہیں ہیں۔ اس کو ''دھرم'' اور جوروں رعایت سے پختہ بے انصافی کا ردیہ۔ دروغ گوئی وغیرہ ایشور کی حکم عدولی، (یعنی ویدوں کے خلاف ہے) اس کو اَدھرم مانتا ہوں۔

○○○

جیوٗ :۔ اِچھّا (خواہش) دویش (نفرت) سکھ (راحت) دکھ (رنج) اور گیان (علم) وغیرہ صفات (محسوسات) لامحدود العلم ابدی ہے۔ اسی کو جیوٗ مانتا ہوں۔

○○○

جیوٗ اور ایشور میں فرق اور تعلق :۔ جیو اور ایشور ذات اور صفات عالیہ کے لحاظ سے جدا اور محاط ومحیط اور صفات کے لحاظ سے غیر جدا ہیں۔ یعنی جس آکاش سے شکل والا جو ہر نہ کبھی الگ تھا، نہ ہے اور نہ ہوگا۔ اور نہ کبھی ایک تھا، نہ ہے اور نہ ہوگا۔ اسی طرح پرمیشور اور جیوٗ میں محاط اور محیط، معبود و عابد اور باپ بیٹا وغیرہ کا تعلق مانتا ہوں۔

○○○

انادی پدارتھ :۔ انادی پدارتھ (غیر حادث) تین ہیں۔ ایک ''ایشور'' دوسرا ''جیوٗ'' اور تیسرا ''پرکرتی''۔ یعنی جہان کی حالت مادی کو اننت (ابدی) کہتے ہیں۔ جو پدارتھ ''نتسو'' ہیں۔ ان کے صفات خواص اور برکات بھی نتیہ ہوتے ہیں۔

○○○

پرواہ سے انادی:۔ ''پرواہ سے انادی'' (ازروئے سلسلہ کے بے آغاز ہونا) جو جو ہر وصفات وحرکات ترکیب پا کر پیدا ہوتے ہیں۔ وہ تفریق کے بعد نہیں رہتے۔لیکن جس طاقت سے ترکیب ہوتے ہیں۔ وہ ان میں انادی ہے۔اوراس سے پھر بھی ترکیب ہوگی۔اورتفریق بھی۔ان تینوں کو پرواہ سے انادی مانتا ہوں۔

○○○

سرشٹی:۔ (پیدائش دنیا) سرشٹی (پیدائش) اس کو کہتے ہیں۔کہ جو علم اورموزونیت کے ساتھ مل کر الگ الگ ذرات کا مختلف شکلوں میں آنا ہے۔

○○○

پیدائش دنیا کا مُدعا:۔ ''سرشٹی کا پریوجن'' (پیدائش کا مدعا) یہی ہے کہ پیدائش کے متعلق جو ایشور میں صفات وفعل اورعادات ہیں۔ان کا باثر ہونا مثلاً کسی نے کسی سے پوچھا۔کہ آنکھیں کس واسطے ہیں۔اس نے جواب دیا۔کہ دیکھنے کے واسطے۔اسی طرح ایشور کی پیدا کرنے کی طاقت بذریعہ آفرینش کے نتیجہ خیز ہوتی ہے۔نیز جیوؤں کے نتیجہ کا ٹھیک ٹھیک پانا وغیرہ امور بھی (اسی پر منحصر ہیں)

○○○

دنیا فاعل رکھتی ہے:۔ ''سرشٹی سکرترک'' (فاعل والی ہے) اس کا پیدا کرنے والا مذکورہ بالا ایشور ہے۔کیونکہ سرشٹی کی ساخت دیکھنے اورجڑھ (غیر تعقل) میں خود بخود حسب مناسب بیج وغیرہ صورت اختیار کرنے کی طاقت نہ ہونے کے باعث سرشٹی کا فاعل ضرور ہے۔

○○○

بندھن:۔ ''بندھ'' نمیتک (عارضی) یعنی بہ باعث نمت (عارضہ) اوڈیا کے ہے۔ (یعنی) جو پاپ کے کام ہیں۔(مثلاً) ایشور کے سوائے کسی کی پرستش بے علمی وغیرہ (وُہ) سب دکھ پیدا کرنے والے ہیں۔اسی واسطے یہ ''بندھ'' (قید یا ناگوارطبع امر) ہے۔اس کی خواہش نہیں ہوتی مگر بھوگنا پڑتا ہے۔

○○○

مکتی:۔ یعنی تمام دکھوں سے مخلصی پا کر غیر مقید موجود کل پرمیشور اوراس کی سرشٹی میں اپنی خواہش سے بچرنا۔مقررہ وقت تک مکتی کے آنند کو بھوگ کر پھر دنیا میں آنا۔

○○○

مکتی کے وسائل:۔ مکتی کے سادھن (نجات کے دسائل) ایشور کی پرستش یعنی یوگ ابھیاس (یوگ کی مشق کرنا) برہمچریہ سے علم حاصل کرنا ، راست باز عالموں کی صحبت ، سچا علم ،بہترین غوراورکوشش وغیرہ ہیں۔

○○○

ارتھ:۔ ''ارتھ'' (سامان حصول مقاصد) وہ ہے۔جودھرم ہی سے حاصل کیا جائے۔ اور جو اَدھرم سے پیدا ہوتا ہے۔وہ انرتھ (سامان کے مناسب اوصاف سے عاری) ہے۔ کام (مقصد) وہ ہے۔جو''دھرم'' اور ''ارتھ'' کے ذریعے حاصل کیا جائے۔

○○○

ورن آشرم:۔ ورن آشرم اوصاف اورافعال کی مناسبت کے لحاظ سے مانتا ہوں۔

○○○

راجا:۔ راجا اسی کو کہتے ہیں ۔ جو اوصافِ حمیدہ ۔ افعال نیک اعلی عادتیں رکھتا ہو۔ بے رورعایت ۔ فرض انصاف کا ادا کرنے والا۔ رعایا کے ساتھ مثل والدین کے سلوک ۔ اور ان کو مثل اولاد کے سمجھ قوم کی ترقی اور راحت بڑھانے کی ہمیشہ کوشش کرے۔

ooo

پرجا:۔ ''پرجا'' (رعایا) اس کو کہتے ہیں ۔ کہ جو پاکیزہ اوصاف ۔ افعال اور عادات کو اختیار کر کے بے رورعایت ہوکر فرائض انصاف کے عمل سے راجا اور پرجا کی بہتری چاہے۔ اور بغاوت کا خیال چھوڑ کر راجا کے ساتھ مثل بیٹوں کے برتاؤ رکھے۔

ooo

نیائے کاری:۔ جو شخص ہمیشہ غور وفکر کر کے جھوٹ کو چھوڑ کر سچ کو قبول کرلے ۔ بے انصافی کرنے والوں کو دفع کرے۔ اور انصاف کرنے والوں کو بڑھائے۔ اپنے مانند سب کے لئے راحت چاہے۔ وہ ''نیائے کاری'' جج اور عادل ہے۔

ooo

دیو۔ اَسُر ۔ راکشش و پشاچ:۔ عالموں کو ''دیو'' اور بے علموں کو ''اَسُر'' پاپیوں کو ''راکشش'' اور بدچلنوں کو پشاچ مانتا ہوں۔

ooo

دیو پوجا اور ادیو پوجا:۔ انہیں عالموں ، ماں ، باپ ، آچاریہ (اتالیق) اتتھی ، نیائے کاری۔ راجا اور دھرماتما انسان ۔ پتی برتا استری (پاک دامن بیوی) ہم بستری برت پتی (پاک نہاد شوہر) کی عزت و تعظیم کرنے کو ''دیو پوجا'' کہتے ہیں۔ اسکے برعکس ادیو پوجا ان

زندہ مورتیوں یعنی بزرگوں کو قابل پرستش اور دیگر پتھر وغیرہ ''جڑھ'' مورتیوں (غیر ذی تعقل) تصاویر کو ہر طرح سے نا قابل پرستش سمجھتا ہوں۔

ooo

شکھشا:۔ ''شکھشا'' جس سے علم، شائستگی، دھرماتما پن، حواس پر غالب ہونے وغیرہ کی ترقی ہو۔ اور بے علمی وغیرہ نقص چھوئیں۔ اسکو شکھشا (تربیت) کہتے ہیں۔

ooo

پوران:۔ ''پوران'' جو برہما وغیرہ کی تصانیف۔ ''ایتریہ'' وغیرہ براہمن گرنتھ ہیں۔ انہیں کو پوران، اتہاس، کلپ، گاتھا، اور ناراشنی نام سے مانتا ہوں۔ بھاگوت وغیرہ دیگر (کتب) کو نہیں۔

ooo

تیرتھ:۔ ''تیرتھ'' جس سے تکالیف کے سمندر سے پار اتریں۔ یعنی جو سچ بولنا، علم، نیک صحبت، نیم وغیرہ۔ نیز یوگ ابھیاس، ہمت، علم کا پڑھانا وغیرہ نیک کام ہیں۔ اسی کو تیرتھ سمجھتا ہوں۔ خشکی تری مقامات کو نہیں۔

ooo

پرشارتھ کی فضیلت:۔ ''پرشارتھ'' (تدبیر) پرار بدھ (تقدیر) سے بڑا اس لئے ہے۔ کہ اس سے آئندہ تقدیر بنتی ہے۔ اس کے سدھرنے سے سب سدھرتے ہیں۔ اور اس کے بگڑنے سے سب بگڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے پرار بدھ کی نسبت پرشارتھ بڑا ہے۔

ooo

دوسروں سے برتاؤ:۔ انسان کو راحت، رنج اور نفع نقصان میں سب کے

ساتھ مناسب طریقہ پر مثل اپنے آتما کے برتاؤ رکھنا اچھا اور اس کے برعکس برتاؤ رکھنا برا سمجھتا ہوں۔

○○○

سنسکار:۔ ''سنسکار'' اس کو کہتے ہیں۔کہ جس سے جسم من اور آتما کی اصلاح ہو۔وہ نشیک (گربھادھان) سے لیکر شمشان (مرگھٹ) تک سولہ قسم کا ہے۔اس کا کرنا فرض سمجھتا ہوں اور جلانے کے بعد مردہ کا کچھ بھی نہ کرنا چاہئے۔

○○○

یگیہ:۔ ''یگیہ'' اس کو کہتے ہیں۔کہ جس میں عالموں کی تعظیم حسب مناسب ہو۔حرفت کاری یعنی رسائن جو علم خواص الاشیا ہے۔اس سے استفادہ ہو۔علم وغیرہ اوصاف نیک کی بخشش ہو۔اگنی ہوتر وغیرہ سے ہوا مینہہ کے پانی اور نباتات کی صفائی کر کے سب متنفسوں کو آرام پہنچایا جائے۔میں اس کو اچھا سمجھتا ہوں۔

○○○

آریہ اور دسیو:۔ جیسے نیکوں کاروں کو ''آریہ'' اور بدکردار آدمیوں کو ''دسیو'' کہا جاتا ہے۔ویسے ہی میں مانتا ہوں۔

○○○

آریہ ورت کے حدود اربعہ:۔ اس قطعہ کا نام ملک ''آریہ ورت'' اس لئے ہے کہ اس میں ابتدائے پیدائش سے آریہ لوگ سکونت رکھتے ہیں۔لیکن اس کے حدود شمالاً ہمالیہ، جنوباً وندھیاچل۔غرباً اٹک اور شرقاً دریائے برہم پتر ہیں۔ان چاروں کے درمیان جس قدر ممالک ہے۔ان کو ''آریہ ورت'' کہتے ہیں۔اور جو ان میں ہمیشہ سے رہتے ہیں۔

انکو بھی ''آریہ'' کہتے ہیں۔

لے آریہ ادیش رتن مالا میں سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جہاں تک ان چاروں کا وستار ہے۔ اوران کے درمیان میں جو ملک ہے اس کا نام ''آریہ ورت'' ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چاروں دریاؤں کے پھیلاؤں میں جو لوگ رہتے ہیں۔ یا جو لوگ ہمالیہ اور بندھا چل پہاڑوں میں ہمیشہ سے آباد ہیں۔

○○○

آچاریہ:۔ جو سانگ اُپانگ ویدودیاؤں (علوم وید معہ انگ اور اُپانگ) کا تعلیم دینے والا ہو۔ راستباز۔ چال چلن کو قبول اور طریق باطل کو ترک کرادے۔ وہ آچاریہ (اتالیق) کہلاتا ہے۔

○○○

ششیہ (شاگرد):۔ ششیہ (شاگرد) اس کو کہتے ہیں۔ جو سچی تربیت اور علم کو حاصل کرنے کے لائق دھرماتما، حصول علم کا خواہاں اور ''آچاریہ'' کے دل پسند کام کرنے والا ہے۔

○○○

گورُو:۔ گورو، ماتا، پتا، ٹیچر جو لوگ کہ سچائی کو اختیار کرائیں۔ اور جھوٹ کو چھڑائیں۔ وہ ''گورو'' کہلاتے ہیں۔

○○○

پروہت:۔ پروہت جو ''مہمان'' (یگیہ کرانے والوں) کی بھلائی کرانے والا اور سچائی کا واعظ ہو۔

○○○

اُپادھیائے:۔ ''اُپادھیائے'' (مدرس) جو ویدوں کے ایک جز یا انگ کو پڑھاتا ہو۔

000

ششٹ آچار:۔ ''ششٹ آچار'' جو دھرم کے مطابق عمل کرتے ہوئے برہمچریہ سے علم کو حاصل کرنا اور پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے سچ جھوٹ کا فیصلہ کر کے سچ کو اختیار کرنا اور جھوٹ کو بالکل ترک کر دینا ہے۔ یہی ششٹ آچار (نیک چلنی) ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ ششٹ (نیک چلن) کہلاتا ہے۔

000

آٹھ پرمان:۔ پرتیکش (عین الیقین) وغیرہ آٹھ پرمانوں (ثبوتوں) کو بھی مانتا ہوں۔

000

آپت:۔ ''آپت'' (صالح) جو سچ بولنے والا دھرماتما ہے۔ اور سب کے سکھ کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اسی ''آپت'' کہتے ہیں۔

000

پریکھشا:۔ پریکھشا (معیار) پانچ قسم کی ہے۔ اول جو ایشور اور اس کی صفات۔ فعل اور اقتضائے طبعی اور وید ودّیا ہے۔ دوم پرتیکش وغیرہ آٹھ پرمان۔ سوم سلسلئہ کائنات۔ چہارم ''آپت'' لوگوں کا ردّیہ اور پنجم اپنے آتما کی پاکیزگی اور علم۔ ان پانچوں معیاروں سے سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کر کے سچ کو قبول اور جھوٹ کا ترک کرنا ہے۔

000

پروپکار:۔ ''پروپکار'' جس سے سب انسانوں کے بد اعمال اور دکھ چھوٹیں۔ نیک اعمال اور سکھ بڑھیں۔ اس کے کرنے کو پروپکار کہتا ہوں۔

000

سوتنتر، پرتنتر:۔ ''سوتنتر'' (خودمختار) ''پرتنتر'' (تابع) جواپنے کاموں میں سوتنتر اور کرموں کے نتیجہ پانے میں بموجب آئین ایشور کے پرتنتر ہے۔ ویسے ہی ایشور اپنے سچے اعمال وغیرہ کے کاموں کے کرنے میں ''سوتنتر'' ہے۔

○○○

سورگ، نرک:۔ ''سورگ'' نام معمول سے زیادہ سکھ بھوگنے اور اس کے سامان ملنے کا ہے۔ ''نرک'' جو غیر معمولی دکھ بھوگنا اور اس کا سامان ملنا ہے۔

○○○

جنم کے تین قسم:۔ ''جنم'' جو جسم اختیار کر کے نمودار ہوتا ہے۔ اس کو گذشتہ، آئندہ وموجودہ کی تفریق سے تینوں قسم کا مانتا ہوں۔

○○○

جنم اور مرن کی تعریف: جسم کے ملنے کا نام جنم اور محض جدا ہونے کو ''موت'' کہتے ہیں۔

○○○

وواہ:۔ ''وواہ'' جو ظاہرا طور پر اپنی رضامندی سے ''پانی گرہن'' ہتھ لیوا (دست گرفت) کا عمل ہے۔ وہ ''وواہ'' کہلاتا ہے۔

○○○

نیوگ:۔ ''نیوگ'' ''وواہ'' کے بعد خاوند کی وفات وغیرہ سے جدائی ظہور میں آنے پر خواہ نامردی وغیرہ دائمی امراض کی صورت میں عورت کا اپنے درن کے یا اپنے سے اعلی درن کے مرد سے یا مرد کا بوقت لاچاری جو اولاد کا حاصل کرنا ہے۔ (وہ نیوگ کہلاتا ہے)

○○○

استتی :۔ ''استتی'' (حمد وثناء) اوصاف کی ستائش کرنا، سننا اور ان کا جاننا ہے۔اس کا پھل محبت وغیرہ ہوتے ہیں۔

○○○

پرارتھنا:۔ ''پرارتھنا'' (مناجات) ایشور کے تعلق سے جو علم وغیرہ کا حصول ہوتا ہے اس کے واسطے اپنے کوشش کے بعد ایشور سے التجا کرنا ہے ۔ اوراس کا پھل خود بینی کا دور ہونا وغیرہ ہوتا ہے۔

[1] آریہ آدیش رتن مالا میں لکھا ہے۔کہ جن میں کسی جسم کے ساتھ مل کر ''جیو'' کرم کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کو ''جنم'' کہتے ہیں۔اور جب جسم اور جیوٗ کی علیحدگی ہوتی ہے۔اس کو ''مرن'' کہتے ہیں۔پس ۴۵ میں ملنے اور جدا ہونے کے الفاظ سے مراد جیوٗ کے جسم سے ملنے اور علیحدہ ہونے سے ہے۔(مترجم)

○○○

ایشور:۔ (۱) اوّل ''ایشور'' کہ جس کے نام برہم، پرماتما وغیرہ ہیں ۔ جو سچدانند (ہست مطلق، علیم مطلق ، اورراحت مطلق) وغیرہ اوصاف سے موصوف ہے۔جس کی صفات ، افعال، اورعادات پاک ہیں۔ جو ہمہ دان، بے شکل، محیط کل، جنم نہ لینے والا، لاانتہا، قادرِ مطلق ، رحیم، عادل، تمام پیدائش کو وجود میں لانے والا، قائم رکھنے والا اورفنا کرنے والا ہے۔تمام جیووں کوان کے افعال کے مطابق سچے انصاف سے نتیجہ بخش ہونے کی صفات سے موصوف ہے۔اس کو میں پرمیشور مانتا ہوں۔

○○○

وید مستند بالذات، دوسرے گرنتھ مستند بالغیر :۔ (۲) چاروں ویدوں (علم اور دھرم پر مشتمل الہامی سنگھتا منتر بھاگ) کو منزہ من الخطا۔ سوتہ پرمان، مستند بالذات) مانتا ہوں۔ وہ بذات خود مستند ہیں۔ کہ جن کے مستند ٹھہرنے کے لئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سورج یا چراغ اپنی شکل کے آپ ہی ظاہر کرنے والے اور زمین وغیرہ کے بھی مشاہدہ میں آنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

منواسمرتی کی کچھ باتیں جوسوامی دیانند نے سمجھائیں

پانی سے باہر کے اعضاء۔ راستی پرعمل کرنے سے دل۔ وِدّیا اوردھرم کے کام کرنے سے روح۔ اورگیان سے عقل پاکیزہ ہوتی ہے۔ اندرونی رغبت ونفرت وغیرہ اور بیرونی غلاظتوں کو دور کر پاکیزہ رہنا یعنی سچ اور جھوٹ کی تمیز کرتے ہوئے سچائی کے قبول اورجھوٹ کے ترک سے اعتقاد پیدا ہوتا ہے۔

نیک آدمیوں کے نمونہ اوراپنے ضمیر کے مطابق عمل:۔

○○○

انسان کو ہمیشہ اس بات پردھیان رکھنا چاہئے کہ رغبت اورنفرت سے بچے ہوئے عالم لوگ جس پر ہمیشہ عمل کریں۔ اور جس کو دل یعنی آتما سے سچا فرض سمجھیں وہی دھرم تسلیم اور تعلیم کے قابل ہے۔ (منو۲-۱)

○○○

کام آتما اورا کامتا اچھی نہیں:۔

کیوں کہ اس دنیا میں غائت درجہ کا خواہش مند ہونا اور بلاخواہش کے ہونا اچھا نہیں ہے۔ ویدوں کے معانی کو جاننا اورویدوں میں بیان کئے ہوئے فرائض یہ سب خواہش سے ہی پورے ہوتے ہیں۔(منو۲-۲)

○○○

کوئی آدمی بے ارادہ نہیں ہوسکتا:۔

اگرکوئی کہے کہ میں بے خواہش اور ''نشکام'' ہوجاؤں تو وہ کبھی نہیں ہوسکتا۔

کیونکہ سب کام یعنی یگیہ ۔ راست گوئی وغیرہ برت (عہد) ''یم'' اور ''نیم'' کے فرائض وغیرہ ارادہ کرنے ہی سے عمل میں آسکتے ہیں۔ (منو۔۲۔۳)

ооо

کوئی حرکت بلاخواہش نہیں ہوسکتی:۔

کیونکہ جوجو ہاتھ پاؤں آنکھ من وغیرہ کی حرکات ہیں ۔ وہ سب خواہش ہی سے ہوتی ہیں ۔ اگرخواہش نہ ہوتو آنکھ کا کھولنا اور بند کرنا بھی نہیں ہوسکتا۔ (منو۔۲۔۴)

ооо

دھرم کی بنیاد چار چیز ہیں:۔

اس لئے تمام وید (۱)۔منوسمرتی (۲)۔اوررشیوں کی تصنیف کئے ہوئے شاستر (۳)۔نیک آدمیوں کے چلن (۴) اوراور جس جس کام کے کرنے میں اپنا آتما خوش رہے یعنی جن میں خوف شک اورشرم نہ ہو ان کاموں کو عمل میں لانا واجب ہے ۔ دیکھو! جب کوئی کوشخص جھوٹ بولتا اور چوری وغیرہ کی خواہش کرتا ہے اسی وقت اس کی آتما میں خوف ۔ شک اورشرم ضرور پیدا ہوتے ہیں اس لئے وہ کام کرنے کے لائق نہیں ہے۔ (منو۔۲۔٦)

ооо

ان چاروں پر خوب غور کرنا چاہیئے:۔

انسان کو چاہیئے کہ ان تمام یعنی (۱) وید۔ (۲) شاستر۔ (۳) نیک آدمیوں کے چلن ۔ (۴) اور اپنے آتما کے غیرمخالف باتوں کو گیان کی آنکھ سے اچھی طرح

غور کرکے اپنے ضمیر کے مطابق جو دھرم ہو اس میں شروتی (وید) کے مطابق ہو مصروف ہو۔ (منو۲۔۸)

○○○

دھرم پر چلنے کا نتیجہ:۔

کیونکہ جو انسان وید میں اور ویدوں کے غیر مخالف سمرتیوں میں بیان کئے ہوئے دھرم پر چلتا ہے۔ وہ اس دنیا میں نیک نامی اور مرنے کے بعد اعلیٰ ترین راحت حاصل کرتا ہے۔ (منو۲۔۹)

○○○

وید کے نہ ماننے والا ناستک ہے جو ذات سے خارج ہونا چاہئے:۔

''شروتی'' ویدوں کو اور ''سمرتی'' دھرم شاستر کو کہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ تمام کرنے اور نہ کرنے کی باتوں کو یقین کر لینا چاہئے۔ جو شخص وید اور وید کے مطابق اہل تصانیف کی بے وقعتی کرے اسکو نیک لوگ ذات سے خارج کر دیویں۔ کیوں کہ جو شخص وید کی مذمت کرتا ہے وہی ناستک (مُلحد) کہلاتا ہے۔ (منو۲۔۱۱)

○○○

دھرم کے چار معیار:۔

اس لئے وید (۱)۔ سمرتی (۲)۔ نیک لوگوں کا چلن (۳)۔ (۴) اور اپنے آتما کے گیان کے غیر مخالف پسندیدہ چلن۔ یہ چار دھرم کے معیار ہیں۔ یعنی انہیں سے دھرم کی پہچان ہوتی ہے۔ (منو۲۔۱۲)

○○○

دھرم کا گیان کس کو حاصل ہوسکتا ہے:۔

لیکن جو شخص مال و دولت کے لالچ ۔اور ''کام'' یعنی لذات میں پھنسا ہوا نہیں ہوتا اسی کو دھرم کا گیان ہوتا ہے۔ جو لوگ دھرم کو جاننے کی خواہش کریں ان کے لئے وید ہی اعلیٰ سند ہے۔(منو۲۔۱۳)

○○○

بچوں کو سنسکار کرنا واجب ہے:۔

اسی واسطے واجب ہے کہ ویدوں میں بیان کئے ہوئے باثواب عملوں سے برہمن ۔کشتری اور ویش اپنے بچوں کا ''نشک'' وغیرہ سنسکار کریں۔ جو اس جنم اور دوسرے جنم میں پاک کرنے والے ہیں۔(منو۲۔۲۶)

○○○

برہمن ۔کشتری اور ویش کس کس عمر میں قرار دئے جاویں:۔

برہمن کے سولھویں۔ کشتری کے بائیسویں۔ ویش کے چوبیسویں سال میں ''کیتا نت کرم'' (بال اتارنا) یعنی حجامت مونڈن ہوجانا چاہئے یعنی اس رسم کے بعد صرف چوٹی رکھ کر باقی ڈاڑھی ۔مونچھ۔ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہئے ۔اور کبھی نہ رکھنا چاہئے اور اگر ملک بہت سرد ہو تو اپنی مرضی ہے کہ جتنے چاہے بال رکھے اور اگر بہت گرم ملک ہو تو چوٹی سمیت سب کٹوا دینے چاہئیں۔ کیوں کہ سر پر بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے اور اس سے عقل کم ہوجاتی ہے۔ ڈاڑھی مونچھ رکھنے سے کھانا پینا اچھی طرح نہیں ہوسکتا اور جوٹھ بھی بالوں میں رہ

جاتی ہے۔(منو۲۔۶۵)

ooo

حواس کو قابو میں رکھنا علیٰ چلن ہے:۔

انسان کا مقدم چلن یہ ہے کہ جو حواس دل کو فریفتہ کرنے والے محسوسات میں لگاتے ہیں ان کے روکنے کی کوشش کرے ۔ جس طرح گاڑی چلانے والا گھوڑوں کو روک کر سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔اسی طرح ان کو اپنے بس میں کر کے ادھرم کے راستے سے ہٹا کر دھرم کے راستے میں چلایا کرے۔(منو۲۔۸۸)

ooo

کیوں کہ اس کے سوائے انسان دھرم نہیں کرسکتا:۔

کیونکہ حواس کو محسوسات میں پھنسانے اور ادھرم پر چلانے سے انسان یقیناً گناہ کماتا ہے۔اور جب ان کو مغلوب کر کے ادھرم میں چلا جاتا ہے تب ہی مقصد مطلوبہ میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔(منو۲۔۹۳)

ooo

بھوگنے سے خواہشیں کم نہیں ہوتیں:۔

یہ بات تحقیق ہے کہ جس طرح آگ میں لکڑی اور گھی ڈالنے سے آگ بڑھ جاتی ہے اسی طرح محسوسات کے متواتر بھوگنے سے خواہش کبھی سیر نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی ہی جاتی ہے ۔ اس لئے انسان کو محسوسات میں کبھی نہیں پھنسنا چاہئے ۔ (منو۲۔۹۴)

ooo

غیر غالب الحواس آدمی گیان وغیرہ حاصل نہیں کرسکتا:۔

جو آدمی غالب الحواس نہیں ہے۔ اس کو ''دُشٹ'' کہتے ہیں۔ اس کو باوجود کوشش کرنے کے نہ وید کے گیان۔ نہ ترک دنیا۔ نہ سجنہ ''نہ نیم'' اور نہ دھرم پر چلنے میں کامیابی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سب باتوں میں غالب الحواس دھارمک آدمی کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ (منو۲۔۹۷)

○○○

غالب الحواس آدمی کے سب کام پورے ہو سکتے ہیں:۔

اس لئے پانچ حواس فعلی۔ پانچ حواس علمی اور گیارہویں من کو اپنے بس میں کر کے یوگ یعنی مناسب خوراک وتفریح سے جسم کی حفاظت کرتا ہوا سب مقاصد کو پورا کرے۔ (منو۲۔۱۰۰)

○○○

غالب الحواس کی تعریف:۔

غالب الحواس اس کو کہتے ہیں جو تعریف سن کر خوش اور مذمت سن کر غمگین۔ اچھی چیز کے چھونے سے سکھی اور بری چیز کے چھونے سے دکھی۔ خوبصورت شکل دیکھ کر خوش اور بدصورت شکل دیکھ کر ناخوش۔ اچھی خوراک کھانے سے شادان اور بری خوراک کھانے سے رنجان۔ خوشبو کا راغب اور بدبو سے متنفر نہیں ہوتا۔ (منو۲۔۹۸)

○○○

کس موقع پر جواب دینا اور کس موقع پر جواب نہ دینا چاہئے:۔

کبھی بن پوچھے یا بے انصافی سے پوچھنے والے کو یعنی جو فریب سے پوچھتا ہو

اس کو جواب نہ دیوے۔ان کے سامنے جڑ (بےحس شے) کی طرح خاموش رہے۔ البتہ جو فریب سے خالی اور متلاشی حق ہوں ان کو بن پوچھے بھی اپدیش کرے۔ (منو۲۔۱۱۰)

○○○

پانچ قسم کے آدمی لائق تعظیم ہیں:۔

اول دولت۔ دوم رشتہ یعنی خاندان ونسب۔سوم عمر۔ چہارم اچھے کام۔پنجم پاکیزہ علم۔ یہ پانچ عزت کے مقام ہیں۔لیکن دولت سے افضل نسب،اورنسب سے اعلیٰ عمر،اورعمر سے بڑھ کر کام،اورکام سے زیادہ پاکیزہ علم والے بتدریج زیادہ عزت کے لائق ہیں۔(منو۲۔۱۳۶)

○○○

عالم بہ نسبت عمر رسیدہ کے زیادہ عزت کے لائق ہے:۔

کیونکہ چاہے آدمی سو برس کا بھی ہولیکن جوعلم اورمعرفت سے بے بہرہ ہے وہ طفل ہے۔اور جوعلم اورمعرفت کے دینے والا ہےاس طفل کوبھی بزرگ ماننا چاہئے۔ کیونکہ تمام شاستر اور علماء کامل بےعلم کو طفل اور صاحب علم کو بزرگ کہتے ہیں۔ (منو۲۔۱۵۳)

○○○

بزرگی خاندان وغیرہ سے نہیں بلکہ علم سے ہے:۔

زیادہ سالوں کے گزرنے۔سفید بالوں کے ہونے۔زیادہ دولت اور بڑے خاندان ہونے سے بزرگ نہیں ہوتا۔ بلکہ رشی مہاتماؤں کا یہی یقین ہے کہ جو

ہمارے درمیان علم اور معرفت میں زیادہ ہے وہی آدمی بزرگ کہلاتا ہے۔(منو۲۔۱۵۴)

○○○

چاروں ورن کی بزرگی کا باعث:۔

برہمن علم سے۔کشتری زور سے۔ویش دولت و مال سے اور شودر جنم یعنی زیادہ عمر سے بزرگ ہوتا ہے۔(منو۲۔۱۵۵)

○○○

بڑائی علم سے ہے نہ سفید بالوں سے:۔

سر کے بال سفید ہونے سے بڑا نہیں ہوتا بلکہ جو نوجوان علم پڑھا ہوا ہے اس کو عالم لوگ بڑا جانتے ہیں۔(منو۲۔۱۵٦)

○○○

بے علم شخص محض برائے نام انسان ہے:۔

اور جو علم نہیں پڑھا ہے جس طرح لکڑی ہاتھی اور چمڑے کا ہرن ہوتا ہے۔اسی طرح وہ بے علم آدمی جہان میں محض برائے نام آدمی کہلاتا ہے۔(منو۲۔۱۵۷)

○○○

سب اُپدیش سے دھرم کی ترقی کرنی چاہیئے:۔

اس لئے علم پڑھ کر اور صاحب علم و دھرماتما ہو کر بلاخصوصیت عام متنفسوں کی بھلائی کا اپدیش کرے۔اور اپدیش کے وقت زبان شیریں اور ملائم بولے۔جو سچے اپدیش سے دھرم کی ترقی اور ادھرم کو معدوم کرتے ہیں وہ لوگ مبارک ہیں۔(منو۲۔۱٦۹)

○○○

صفائی رکھنا:۔

روزمرہ غسل کرنے سے۔ پوشاک۔ کھانے پینے کی چیزیں۔ رہنے کی جگہ۔ سب صاف رکھے۔ کیونکہ ان کے صاف رہنے سے دل کی صفائی اورتندرستی حاصل ہوکر ہمت بڑھتی ہے۔صفائی اتنی کرنی واجب ہے جس سے میل اور بدبو دور ہوجائے۔

ooo

ویدوسمرتی کی ہدایت پر چلنا ہی نیک چلنی ہے:۔

(۴) جوراست گوئی وغیرہ کاموں پرعمل کرتا ہے۔ وہی ویداورسمرتی کا کہاہوا آچار (چلن) ہے۔

ooo

عورت مرد کی جدائی کبھی نہ ہونی چاہئے:۔

(۱) شراب۔گوشت۔وغیرہ منشی چیزوں کا پینا۔(۲) برے آدمیوں کی صحبت۔ (۳) خاوند سے جدائی۔(۴) اکیلی ادھرادھر بے فائدہ پاکھنڈی وغیرہ کے درشن کے بہانہ سے پھرتے رہنا۔(۵) اور بیگانے گھر میں جا کر سونا۔(۶) یا بودوباش۔ یہ چھ عیب عورت کوداغ لگانے والے ہیں۔اور یہ مردوں کے بھی ہیں

ooo

منوجی کا قول کہ راجا صاحب علم اورتربیت یافتہ ہونا چاہئے:۔

منوجی مہاراج رشیوں کو فرماتے ہیں کہ چاروں ورن، اورچاروں آشرم کا دستورالعمل بیان کرنے کے بعد اب اصول سیاست ملکی کو بیان کریں گے یعنی جواوصاف کہ راجامیں ہونے چاہئیں اورجس طریقہ پرکہ ان کااوصاف کاحصول

اوران میں اکتساب کمال ممکن ہے اس کو توضیح کی جائیگی۔(منو ۷۔۱)

کشتری کو واجب ہے کہ فاضل تر برہمن کے مانند عالم اور نیک تر بیت سے بہرہ ورہو کر اس تمام سلطنت کی کی حفاظت دادگستری سے ٹھیک طور پر کرے۔

○○○

چور کی سزا:۔

چور جس طریق پر جس جس عضو میں انسانوں میں حرکات فاسد کا فاعل ہوتا ہے اس کو عضو کے واسطے عبرت جملہ انسانوں کے راجا قطع کرے یعنی کاٹ دیوے۔ (منو ۸۔۳۳۴)

○○○

کوئی بھی آدمی سزا سے بری نہیں ہونا چاہئے۔خواہ راجا ہی کیوں نہ ہو:۔

خواہ باپ۔ اتالیق۔ دوست۔عورت۔ بیٹا۔ اور پروہت کیوں نہ ہو جو اپنے دھرم کو قائم نہیں رہتا وہ راجا کی طرف سے غیرمستلزم السزا نہیں ہوتا۔یعنی جب راجا مسند عدالت پر بیٹھ کر انصاف کرتا ہو تب کسی کی طرف داری نہ کرے۔ بلکہ جیسا جیسا کہ مناسب ہو سزا دیوے۔(منو ۸۔۳۳۵)

○○○

ملازمان سرکاری زیادہ سزا کے لائق ہیں بہ نسبت عام آدمیوں کے اسی طرح برہمن وغیرہ:۔

جس جرم میں معمولی آدمی پر ایک روپیہ جرمانہ ہو اسی قصور میں راجہ کو ہزار روپیہ جرمانہ ہونا چاہئے۔یعنی معمولی آدمی کی نسبت راجا کو ہزار گنا سزا ہونی

چاہئے۔(منو۸۔۳۳۶)

○○○

وزیر یعنی راجا کے دیوان کو آٹھ سو گنا۔ اس سے کم درجہ کو سات سو گنا۔ اور اس سے بھی کم درجہ کو چھ سو گنا۔ علٰے ہذا القیاس اسی سلسلہ سے جو چھوٹے سے چھوٹا نوکر یعنی چپراسی ہے اس کو آٹھ گنا سزا سے کم نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ اگر رعایا کے نسبت ملازمان سرکاری کو زیادہ سزا نہ ہو تو ملازمان سرکاری رعایا کو تباہ کردیویں۔ جیسے شیر زیادہ زور سے اور بکری تھوڑے سے زوروے ہی قابو میں آجاتی ہے۔ ویسے راجا سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے نوکر تک ملازمان سرکاری کو جرم کی حالت میں بہ نسبت رعایا کے زیادہ سزا دینی چاہئے۔(منو۸۔۳۳۶)

○○○

اور ویسے اگر کوئی قدرے باتمیز ہو کر چوری کرے تو شودر کو مسروقہ سے آٹھ گنا۔ ویش کو ۱۶ گنا کشتری کو ۲۰ گنا تاوان۔(منو۸۔۳۳۷)

○○○

برہمن کو ۶۴ چونسٹھ گنا وسو ۱۰۰ گنا خواہ ایک سو اٹھائیس گنا ہونا چاہئے۔ یعنی جس کا جس قدر علم اور عزت زیادہ ہو اس کو جرم میں اتنی ہی زیادہ سزا ہونی چاہئے۔ (منو۸۔۳۳۸)

○○○

کارفرمائے سلطنت اور دھرم اور شان وشوکت کو چاہنے والا راجا جبر وتعدی کرنے والے ڈاکوؤں کو سزا دینے میں ایک لمحہ بھی توقف نہ کرے۔(منو۸۔۳۴۴)

○○○

جابر آدمی کی تعریف:۔

جابر۔زبردستی کرنے والا شخص۔بدکلامی کرنے والے۔چوری کرنے والے۔ بلا جرم سزا دینے والے سے بھی زیادہ گنہگار و بداندیش ہے۔(منو۸۔۳۴۶)

○○○

جور اجا جبر استعمال کرنے والے آدمی کو سزا نہ دے کر چشم پوشی کرتا ہے وہ جلدی تباہی کو پہنچتا ہے۔اور راج میں فساد پیدا ہوتا ہے۔(منو۸۔۳۴۶)

○○○

باپ بیٹا مرشد وغیرہ کوئی ہو بصورت ارتکاب جرم کو سزا ملنی چاہئے۔:۔

خواہ گرو ہو۔خواہ بیٹا وغیرہ بچے ہوں ۔خواہ باپ وغیرہ بزرگ ہوں۔خواہ برہمن خواہ شاستر وغیرہ کا سننے والا کیوں نہ ہو۔جو دھرم کو چھوڑ کر ادھرم میں پڑتے ہیں۔اور دوسرے کو بلا جرم مارنے والے ہیں ان کو بغیر تامل کے مار دینا چاہئے۔یعنی پہلے مار کر بعد میں سوچ کرنی چاہئے۔(منو۸۔۳۵۰)

○○○

بداعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا خواہ علانیہ مارے خواہ غیر علانیہ کیونکہ غضب والے کو غضب سے مارنا گویا غضب کی غضب سے لڑائی ہے۔ (منو۸۔۳۵۱)

○○○

جس راجا کے راج میں نہ چور۔نہ زنا کار۔نہ بدزبان۔نہ جابر ڈاکو۔نہ منحرف سیاست یعنی راجہ کا حکم توڑنے والا ہے وہ راجا ازحد لائق تعریف ہے۔(منو۸۔۳۸۶)

○○○

منوسمرتی بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ پیدائش سے ورن نہیں:۔

شودر خاندان میں پیدا ہو کر برہمن۔ کشتری۔ اور ویش کی مانند وصف عمل اور فطرت والا ہو تو ہو شوور براہمن۔ کشتری اور ویش بن جاتا ہے۔ ویسے ہی جو شخص براہمن کشتری اور ویش خاندان میں پیدا ہوا ہو اور اس وصف۔ عمل اور فطرت شوور کی مانند ہوں تو وہ شوور بن جاتا ہے۔ اسی طرح کو شخص کشتری یا ویش کے خاندان میں پیدا ہو کر براہمن یا شوور کی مانند ہو وہ براہمن یا شوور بھی ہو جاتا ہے۔ گویا چاروں ورنوں میں جس جس ورن کی مانند جو جو مرد یا عورت ہو وہ اسی ورن میں گنی جاوے۔

جس گھر میں عورت کی عزت ہوتی ہے اس گھر میں فرشتے رہتے ہیں۔ اور وہ جو ناری کی بے عزتی کرتے ہیں ان کے سب کام خراب ہو جاتے ہیں۔

ooo

ویش کے فرائض اور اوصاف:۔

(۱) گائے وغیرہ حیوانوں کی پرورش وترقی کرنا۔ (۲) علم ودھرم کی ترقی کے کرانے کے لئے دولت وغیرہ کا خرچ کرنا۔ (۳) اگنی ہوتر وغیرہ یگوں کا کرنا۔ (۴) وید وغیرہ شاستروں کا پڑھنا۔ (۵) سب قسم کی تجارت کرنا۔ (۶) ایک سینکڑہ پر چار۔ چھ۔ آٹھ۔ بارہ۔ سولہ۔ یا بیس آنہ تک سود لینا اور اصل رقم سے دگنا یعنی ایک روپیہ دیا ہو تو سو برس میں بھی دو روپے سے زیادہ نہ لینا اور نہ دینا۔ (۷) کھیتی کرنا یہ ویش کے اوصاف اور عمل ہیں۔

ooo

شوورکا کام:۔

شودرکوچاہئے کہ مذمت۔حسد۔غرور۔وغیرہ عیبوں کوچھوڑکر براہمن کشتری اورویشوں کی خدمت حسب مناسب کرے اوراسی سے اپناوجہ معاش پیدا کرے۔ شودرکا یہی ایک کام اوروصف ہے۔

○○○

بیاہ کی آٹھ قسمیں:۔

بیاہ آٹھ قسم کا ہوتا ہے۔ایک براہم۔دوسرادیو۔تیسرا آرش۔چوتھاپرجاپت۔ پانچواں اَسُر۔چھٹا گاندھرب۔ساتواں راکشس۔آٹھواں پشاچ۔

ان بیاہوں کو یہ تفصیل ہے کہ(۱) دولہادولہن دونوں مکمل برہمچر یہ سے پورے فاضل دھارمک اورنیک سیرت ہوں ان کا باہم رضامندی سے بیاہ ہونا براہم کہا جاتا ہے۔(۲) بھاری یگیہ کرنے میں یگیہ کا کام کرتے ہوئے داماد کوزیورپہنی ہوئی لڑکی کا دینا دیو۔(۳) دولہا سے کچھ لیکر وواہ ہونا آرش۔(۴) دونوں کا بیاہ دھرم کی ترقی کے لئے ہونا پرجاپت۔

○○○

عورت کے فرائض:۔

عورت کوچاہئے کہ بڑی خوشی سے گھرکے کاموں میں ہوشیاری سے رہے۔ سب چیزوں کوعمدگی سے بناوے۔گھرکی صفائی رکھےاورخرچ میں بہت بے پرواہی نہ کرےیعنی مناسب خرچ کرے۔سب چیزیں صاف رکھے۔اورخوراک اس طرح بنائے کہ جودوائی بن کرجسم یاروح میں بیماری کونہ آنے دے۔ جوجوخرچ ہواس

کا حساب ٹھیک ٹھیک رکھ کر خاوند وغیرہ کو سنا دیا کرے۔ گھر کے نوکر چاکروں سے مناسب کام لے۔ گھر کے کسی کام کو بگڑنے نہ دے۔

ooo

سب ملکوں اور سب لوگوں سے کیا کیا چیزیں لے سکتے ہیں:۔

عمدہ عورت۔ طرح طرح کے جواہرات۔ علم۔ سچائی۔ پاکیزگی۔ خوشگوئی اور طرح طرح کی شلپ وِدیا یعنی کاریگری سب ملکوں نیز سب لوگوں سے حاصل کرے۔

ooo

شیریں زبان سے ہمیشہ سچ ہی بولے:۔

ہمیشہ شیریں کلامی اور سچ سے دوسرے کا فائدہ مند سخن بولے۔ ناگوار سچی بات یعنی کانے کو کانا نہ بولے۔ انرِت یعنی جھوٹ دوسرے کو خوش کرنے کے لئے نہ بولے۔ (۱)

ہمیشہ بھدر یعنی سب کی بھلائی والے کلام نکالے۔ خشک دشمنی یعنی بغیر قصور کسی کے ساتھ دشمنی یا جھگڑا نہ کرے۔ (۲)

جو جو دوسروں کی بھلائی کرنے والی (کلام) ہو۔ چاہے (کوئی) برا بھی چاہے کوئی برا بھی مانے لیکن سچ کہنے سے باز نہ رہے۔ مانے تو بھی کئے بغیر نہ رہے۔

ooo

سو کر کس وقت اٹھے:۔

رات کے چوتھے پہر یعنی چار گھڑی رات سے اٹھے۔ حاجات ضروری کو پورا کر کے دھرم اور ارتھ۔ جسمانی امراض کے بواعث کو سوچے اور پرمیشور کا دھیان

کرے۔کبھی ادھرم کا آچرن (عمل) نہ کرے۔ کیونکہ

○○○

ادھرم ثمرہ لائے بغیر نہیں رہتا:۔

ادھرم (گناہ) کیا ہوا۔ثمرہ لائے بنا نہیں رہتا۔لیکن جسوقت گناہ کرتا ہے۔اسی وقت نتیجہ بھی نہیں ملتا۔اسلئے جاہل لوگ ادھرم کرنے سے نہیں ڈرتے ۔تاہم یقین جانو کہ وہ ادھرم کا عمل آہستہ آہستہ تمہارے سکھ کی جڑوں کو کاٹتا چلا جاتا ہے ۔اس طریقے سے

○○○

پاپی پہلے اگرچہ بڑھتا ہے مگر پیچھے بالکل تباہ ہوجاتا ہے:۔

پاپی انسان دھرم کی راہ کو چھوڑ (جیسے تالاب کے بند کو توڑنے سے پانی چاروں طرف پھیل جاتا ہے ویسے) دروغگوئی۔فریب۔ پاکھنڈ یعنی حفاظت کرنے والے ویدوں کی تردیداور اعتبار شکنی وغیرہ کاموں سے بیگانے مال کو لے کر اول بڑھتا ہے بعدازاں دولت وغیرہ مال ومتاع سے خوردونوش۔ پوشاک۔ زیور۔ سواری ۔ مکان ۔عزت ۔رتبہ کو حاصل کرتا ہے۔ بے انصافی سے دشمنوں کو بھی فتح کرتا ہے۔ اس کے پیچھے جلد تباہ ہوجاتا ہے۔جیسے جڑ کٹا ہوا درخت تباہ ہوجاتا ہے ویسے پاپی برباد ہوجاتا ہے۔

○○○

آریہ پرش کی طرح شاگردوں کو دھرم کی ہدایت کرے:۔

عالم لوگ ویدوں میں کہے ہوئے سچے دھرم یعنی بے رو رعایت سچائی کو قبول کرنا اور جھوٹ کو چھوڑ دینا۔ ایسے نیائے روپ ویدوں کے دھرم پر عمل کرتے ہوئے شخص کی مانند۔ دھرم سے شاگردوں کو تربیت کیا کریں۔

ooo

کن آدمیوں کے ساتھ وِواد نہ کرے:

(نیک) یگ کا کرنے والا۔ (پروہت) ہمیشہ نیک چال چلن کی ہدایت کرنے والا۔ (اچاریہ) علم پڑھانے والا۔ (ماکل) ماموں (اتی تھی) یعنی جس کی کوئی آنے جانے کی مقرر تاریخ نہ ہو (سنشرت) جن کا گذارہ اپنے پر ہو یعنی (بال) بچے۔ بوڑھے۔ (آتر) مصیبت میں مبتلا (وید) آیوروید کا عالم (حساتی) اپنے گوتر یا اپنے ورن والا (سمبندھی) سُسر وغیرہ (باندھو) دوست۔ (ماتا)۔ (پتا) باپ۔ (یامی) بہن۔ (بھرامت) بھائی۔ (بھاریا) دوہتا) دُختر اور نوکروں سے وِواد یعنی ناواجب ٹرائی بکھیڑا کبھی نہ کرے۔

ooo

تین قسم کے دان لینے والے فرد ڈوبتے ہیں ساتھ داتا کو بھی ڈبوتے ہیں:۔

ایک (اتپا) برہچریہ۔ راست گفتاری وغیرہ ریاضت سے بے بہرہ دوسرا (ان دھیان) ناتعلیم یافتہ (پرتی گرہ رُچا) نہایت دھرم کے نام پر دوسروں سے خیرات لینے والا۔ یہ تینوں پتھر کے جہاز سے سمندر میں عبور کرنے والے کی طرح ہیں وہ اپنے خراب کاموں کے ساتھ ہی دکھ کے سمندر میں ڈوبتے ہیں۔ وے تو ڈوبتے ہی ہیں لیکن خیرات دینے والے کو بھی ساتھ ڈبوتے ہیں۔

مذکورہ بالا اشخاص کو دان دینے سے داتا کا ناش اس جنم میں اور لینے والے کا آئندہ جنم میں :۔

جو دھرم سے حاصل کی ہوئی دولت مذکورۂ بالا تینوں کو دیتا ہے وہ دان دینے والے کی تباہی اسی جنم (زندگی) اور لینے والے کی بربادی آئندہ جنم میں کرتا ہے۔

اگر وہ ایسے ہوں تو کیا ہوتا ہے۔

جیسے پتھر کی کشتی میں بیٹھ کر پانی تیرنے والا ڈوب جاتا ہے ویسے جاہل دینے والا اور لینے والا دونوں حالت سفلیہ یعنی دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ہمیشہ کیا کرے۔ کیونکہ:

بدچلنی سب خرابیوں کی موجب ہے:۔

جو بدچلن آدمی ہے وہ دنیا میں بھلے آدمیوں کے درمیان مذمت کو حاصل کرتا ہے۔ دکھ بھوگ کر ہمیشہ بیمار رہ کر کم عمر والا بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی کوشش کرے۔